ماہنامہ لولاک ملتان
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ
نگران اعلیٰ
فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

بیاد
مجاہد ختم نبوۃ
حضرت مولانا تاج محمود

چیف ایڈیٹر
صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر
حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
رانا محمد طفیل جاوید

مینجر
قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 37/4
قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی
حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان
مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر
چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام مصطفیٰ

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰن
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوری

رابطہ
دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ، ملتان
Ph.: 061-514122 Fax: 061-542277

ناشر صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت جامعہ مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

مرزائیت کو ایک دھچکا اور......	اداریہ	3
حضرت الامیر کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال	ادارہ	5
صوفی نور محمد مجاہدؒ کا انتقال	ادارہ	7
انسان کامل کا خلق عظیم	مولانا مرتضٰی حسن	8
موذن رسولؐ حضرت بلالؓ	محمد فیاض	12
ارشادات حضرت جالندھریؒ	سید شمشاد حسین شاہ	22
قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کردیا	پروفیسر منور احمد ملک	29
یوسف ثانی کی کامیاب ترین شہادت	مولانا قاضی عبدالکریم	41
مرزا غلام احمد قادیانی نہ مسیح نہ موعود	مفتی محمد ایوب	45
جنت میں اژدھا	اشتیاق احمد	49
بنوری ٹاؤن کراچی میں ہونے والے اجلاس کی رپورٹ	مولانا مفتی محمد جمیل خان	51
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	56
تبصرہ کتب!	ادارہ	63
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزائیت کو ایک دھچکا اور......

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے 15 جولائی کو اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کرنے کا باضابطہ اعلان کیا ہے۔ پریس ریلیز کے مطابق چیف ایگزیکٹو نے مذہبی تنظیموں اور عوام کے پرزور مطالبے کو تسلیم کرتے ہوئے معطل شدہ آئین میں شامل تمام اسلامی دفعات کو عبوری آئینی حکم کے تحت پی سی او میں شامل کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ چیف ایگزیکٹو نے عبوری آئینی حکم مجریہ 2000ء کے تحت آئین پاکستان میں شامل اسلامی دفعات جن میں آرٹیکل 2-2اے، 31-203اے، 207، 227، 231 اور 260-3اے اور بی کو پی سی او میں شامل کرنے کا حکم جاری کیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ وضاحت کی گئی کہ یہ دفعات ہمیشہ سے نافذ العمل رہی ہیں۔ ان میں سے کوئی شق نہ تو التوا میں تھی اور نہ کبھی التوا میں رکھی گئی۔

ملک بھر میں جنرل مشرف کے عبوری آئینی حکم کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ اس حکم کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں شامل قرارداد مقاصد، وفاقی شرعی عدالت، قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم مسلمان کی تعریف سمیت دیگر تمام اسلامی دفعات کو تحفظ دیا گیا ہے۔ 12 اکتوبر کو نواز شریف حکومت کے خاتمہ کے بعد جنرل مشرف نے عنان حکومت سنبھالا۔ 14 اکتوبر کو سینئر کور کمانڈروں کے اجلاس میں حکومتی نظام کو چلانے کے لئے نئے ڈھانچہ کا اعلان کیا گیا اور ملکی آئین کو معطل کردیا گیا۔ عبوری آئین میں اسلامی دفعات کے عدم تحفظ کے باعث شکوک و شبہات نے جنم لیا۔ ادھر فوجی مداخلت کے ہر موقع پر قادیانی آئین کی منسوخی کے لئے درپردہ کوشاں رہے تاکہ وہ تاریخ ساز آئینی ترمیم ختم ہوسکے جس کے ذریعہ وہ (قادیانی) غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

1977ء میں جب جنرل ضیاء الحق نے اقتدار سنبھالا تو قادیانیوں نے

انہیں یقین تھا کہ وہ آئین جس میں ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کی گئی۔ تھی وہ منسوخ ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ جنرل ضیاء الحق نے آئین کو منسوخ کرنے کی بجائے معطل رکھا اور عبوری آئین میں نہ صرف اسلامی شقوں کو تحفظ دیا بلکہ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء جاری کر کے قادیانیت کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا۔ قبل ازیں قادیانیوں نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے امیدیں وابستہ کیں اور انہی کے ہاتھوں گھائل ہوئے۔

جنرل مشرف کی آمد پر قادیانی جماعت نے ایک مرتبہ پھر بغلیں بجانا شروع کر دیں۔ آئین کی معطلی پر قادیانی جماعت نے اندرون وبیرون ملک 1974ء کی آئینی ترمیم کے خاتمہ کی نوید سنانا شروع کر دی۔ حکومتی تبدیلی کے ساتھ ہی قادیانیوں کی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا۔ ستم ظریفی کی بات یہ کہ قادیانیوں نے روائیتی کذب وافتراء کے بل بوتے پر جنرل مشرف کے بارے میں "اپنا" ہونے کا پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔ قادیانیوں کی غیر معمولی سرگرمیوں اور جنرل صاحب کی خاموشی پر عوام میں شکوک وشبہات کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ لاہور میں مولانا شاہ احمد نورانی کی دعوت پر تمام اہم دینی وسیاسی جماعتوں کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ جس میں اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ دیگر صورت تحریک چلانے کا انتباہ کیا گیا۔ مولانا فضل الرحمٰن نے جنرل مشرف سے حالیہ ملاقات میں اس مطالبہ کو دوہرایا تاہم خرابی بسیار کے بعد حکومت نے اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کر کے ایک مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

قارئین کو یاد ہو گا۔ ہم نے قادیانیوں سے متعلق پیشگی کہا تھا کہ وہ جنرل مشرف سے بھی مات کھائیں گے۔ حکومت منتخب شدہ ہو یا فوجی .... دینی فکر کی ہو یا سیکولر .... قادیانیوں کی آئینی حیثیت تبدیل ہو سکتی ہے نہ ہو گی۔ قانون کا نفاذ اور عملداری حکومت کا فرض ہے۔ قادیانی جب بھی غیر آئینی حرکت اور غیر قانونی جرم کا ارتکاب کریں گے قابل گرفت اور قابل تعزیر ہوں گے۔ اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کرنے کا حالیہ حکومتی اقدام اس لئے بھی قابل ستائش ہے کہ اس سے موجودہ حکومت پر لگے لادینیت 'ماڈرن ازم کے لیبل کی نفی ہوتی ہے۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے جنرل مشرف کو سیکولر ثابت کرنے کے لئے ابتدا پراپیگنڈہ کیا۔ اس پراپیگنڈہ کو تقویت اس وقت ملی جب چیف ایگزیکٹو نے تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے طریق کار کی تبدیلی کا اعلان کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اہم حکومتی مناصب اور عہدوں پر

ایسے مغرب نواز این جی اوز افراد کو تعینات کیا گیا جو اسلامی تشخص اور آئیڈیالوجی کے خلاف رہے ہیں۔
ادھر رہی سہی کسر وزیر داخلہ معین الدین حیدر نے پوری کر دی جب انہوں نے نیویارک ٹائمز کو انٹرویو دیتے ہوئے ملک کو سیکولر بنانے کا اعلان کیا۔

حکومت نے عوامی امنگوں اور خواہشات کے مطابق مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ لیکن دینی طبقوں اور دینی سیاسی رہنماؤں کے احتجاج کے بعد.......... ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو دینی حلقوں کی قوت کا بخوبی اندازہ ہو گیا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ حکومت آئندہ دینی معاملات میں مداخلت سے گریز کرے گی۔ ایسے تمام نازک اور حساس مسائل میں عوامی جذبات کا خیال رکھے گی۔ اسلامی دفعات کو پی سی او میں شامل کرنے اور قادیانیوں کی سابقہ حیثیت (غیر مسلم) برقرار رکھنے کے حکومتی اقدام پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ جنرل مشرف کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدام کو تائید غیبی قرار دیتے ہیں۔ قادیانی جماعت کی امیدیں خاک میں مل گئیں۔ ان کی توقعات کے پھول جھڑ کر کانٹے بن گئے۔ قادیانی جب بھی بے جا امیدیں وابستہ کریں گے قدرت انہیں اسی طرح رسوا کرے گی۔ انشاء اللہ

تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کا سانحہ ارتحال

حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کی اہلیہ محترمہ مورخہ 24 جولائی بروز پیر راولپنڈی کے مقامی ہسپتال میں انتقال فرما گئیں۔

﴿انا للہ وانا الیہ راجعون﴾

حضرت الامیر کی اہلیہ محترمہ عارضہ قلب کی مریضہ تھیں۔ بیماری کے دوران بھی عبادت اور خدمت کو نہیں چھوڑا۔ قارئین یہ پڑھ کر یقیناً حیران ہوں گے کہ خانقاہ سراجیہ کے مہمانوں کی حیثیت و نوعیت کے مطابق شعبہ طعام کا مکمل انتظام و انصرام مرحومہ کے ہاتھ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تہجد گزاری، تقویٰ، عفت و پاکدامنی جیسے اعلیٰ اوصاف سے نواز رکھا تھا۔ مرحومہ نے پوری زندگی اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت اور خانقاہ سے منسلک عقیدت مندوں کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی اندرون و بیرون ملک تبلیغی، جماعتی اور اصلاحی سرگرمیوں

کے تسلسل میں پس پردہ مرحومہ مغفورہ کا بڑا ہاتھ تھا۔

20 جولائی کو حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم برطانیہ کے جماعتی دورے اور سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ تب مرحومہ بالکل تندرست تھیں۔ حضرت اقدس اور صاحبزادگان کو ڈھیروں اخلاص بھری دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ دوسرے روز اچانک تکلیف ہوئی پہلے میانوالی پھر راولپنڈی ہسپتال منتقل کیا گیا۔ لیکن وقت مقررہ آن پہنچا۔ آخری وقت تک لبوں کی جنبش ذکر الٰہی اور کلمہ طیبہ کے ورد کا ثبوت بہم پہنچاتی رہی۔ 24 جولائی کی صبح انہوں نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کردی۔

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کو گلاسکو برطانیہ میں اطلاع دی گئی۔ اگرچہ وطن واپس پہنچنا خاصا مشکل تھا تاہم اللہ رب العزت نے بطور خاص سبیل پیدا فرمادی۔ اس طرح حضرت اقدس اپنے تینوں صاحبزادگان کے ہمراہ اگلے روز علی الصبح اسلام آباد پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ صبح 10:00 بجے حضرت الامیر خانقاہ شریف پہنچے تو سوگوار عقیدت مندوں، جماعتی کارکنوں، دینی رہنماؤں اور مریدین نے اشکبار چہروں سے استقبال کیا۔ 10:30 بجے شیخ المشائخ پیر طریقت حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

بعد ازاں حضرت اقدس کی رفیقہ حیات کو خانقاہ کے مخصوص قبرستان میں سپرد خاک کردیا گیا۔ دور افتادہ اور پس ماندہ مقام پر جنازہ میں اتنا بڑا ہجوم راقم نے پہلی بار دیکھا۔ ملک بھر کی اہم دینی، سیاسی، علمی، روحانی شخصیات نے نماز جنازہ میں شرکت فرمائی۔ آمدہ اطلاعات کے مطابق خانقاہ سراجیہ کی خدمت گزار نیک طینت خاتون کی بلندی درجات اور ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔

ادارہ لولاک حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ خصوصاً مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا صاحبزادہ سعید احمد، صاحبزادہ رشید احمد، صاحبزادہ نجیب احمد اور حضرت الامیر کے پورے خاندان اور متوسلین سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور مرحومہ کے صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!!!

آہ! صوفی نور محمد مجاہدؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لودھراں کے پرجوش ورکر فعال اور مخلص کارکن جناب صوفی نور محمد مجاہد دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے: ”انا للہ وانا الیہ راجعون۔“

جناب صوفی نور محمد مجاہدؒ تحریک ختم نبوت کے پرجوش اور فعال کارکن تھے۔ ساری زندگی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کی ہوئی تھی۔ عالم دین نہ ہونے کے باوجود علماء کرام جتنی خدمات سرانجام دیں۔ فتنہ قادیانیت کے لئے ننگی تلوار تھے۔ مرحوم 14 ربیع الثانی 1421ھ مطابق 17 جولائی صبح تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جارہے تھے کہ راستے میں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ مرحوم نہایت نیک متقی پرہیزگار انسان تھے۔ مرحوم جماعتی کارکنوں کو اپنا بچہ اور بھائی سمجھتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی راہنماؤں سے والہانہ عشق تھا۔ ضلع لودھراں میں حاجی عبدالمجید بٹ مرحوم اور صوفی محمد علی کی وفات کے بعد ختم نبوت کے علم کو بلند کیے رکھا۔ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ہو یا ختم نبوت کانفرنس ملتان صوفی صاحب بمعہ ساتھیوں کے ہر حال میں شرکت کو سعادت سمجھتے تھے۔ نہایت ہی سادہ اور درویش منش انسان تھے۔ ان کی وفات نہ صرف خاندان والوں کے لئے صدمہ کا باعث ہے بلکہ جماعت ختم نبوت کے لئے صدمہ عظیم ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر واصاغر دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدمات کو قبول فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

*

رحمت خداوندی کی بشارت

اپنی زبان کی اصلاح کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل کرتا ہے جس کی کمائی حلال کی ہوتی ہے۔ خرچ اعتدال سے کرتا ہو اور ضرورت کے وقت کے لئے جمع بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت نازل کرتا ہے جو گفتگو کے معاملے میں بخیل ہو اور مال کے سلسلے میں فیاض ہو۔

انسان کامل ﷺ کا خلق عظیم

مولانا مرتضیٰ حسن

حضرت حسنؓ بن علیؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے۔ کسی کا عیب نکالتے نہ کسی کے عیب کی جستجو فرماتے اور کوئی ایسی بات نہیں کہتے تھے جس سے ثواب کی امید نہ ہو۔

حسن معاملہ

رسالت کے منصب پر مامور ہونے سے پہلے حضرت محمد ﷺ اتنے دیانت دار اور خوش معاملہ تھے کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ کو صادق الامین کا خطاب دے رکھا تھا۔ آپ ﷺ کی جان کے دشمن بھی یہ کہتے تھے کہ ہم نے کبھی آپ ﷺ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص سے کچھ کھجوریں قرض لیں۔ چند روز بعد وہ آیا تو آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابیؓ سے کہا کہ اس کا قرض چکادو مگر جو کھجوریں اس انصاری نے قرض خواہ کو دیں اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میری کھجوریں ان سے اچھی تھیں۔ انصاری نے کہا تم رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی کھجوریں لینے سے انکار کرتے ہو۔ یہ بے ادبی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے عدل کی امید نہ کروں تو کس سے کروں۔ یہ سن کر نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے۔ اسے اس کی پسند کی بہتر کھجوریں دلوائی گئیں۔

رسول خدا ﷺ نے ایک آدمی سے اونٹ قرض لیا اور اس کے بدلے اس سے بہتر اونٹ واپس کیا اور فرمایا کہ وہ لوگ سب سے اچھے ہیں جو اپنا قرض خوش معاملگی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ مجھے ایک یہودی کا قرض دینا تھا۔ کھجوروں کی فصل پر قرض ادا کرنے کا وعدہ تھا لیکن اس برس میرے نخلستان کی فصل اچھی نہ تھی۔ یہودی نے باغ میں آکر قرض کی ادائیگی کا تقاضا کیا تو میں نے اس سے اگلی فصل تک کی مہلت مانگی مگر وہ ادائیگی پر اڑا رہا۔

میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بہت سمجھایا کہ مہلت دے دے مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس پر حضور ﷺ کھجوروں کے جھنڈ میں آکھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر پھل اتارو۔ پھل اتارا گیا تو اتنی کھجوریں اتریں کہ یہودی کا قرض ادا کرنے کے بعد بھی بچ رہیں۔

ایک مرتبہ رؤسائے قریش نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا مقابلہ کرنے کی تدابیر سوچنے کے لئے مجلس مشاورت منعقد کی۔ اس میں ایک معمر مشرک نضر بن حارث نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

”محمد ﷺ تمہارے سامنے بچے سے جوان ہوا۔ وہ تم سے زیادہ پسندیدہ اطوار رکھنے والا‘ قول کا سچا اور امانت دار تھا۔ اب اس کے بالوں میں سفیدی آگئی اور اس نے تمہارے سامنے یہ باتیں پیش کیں تو تم کہتے ہو وہ جادوگر ہے‘ مجنون ہے‘ شاعر ہے۔ خدا کی قسم میں نے محمد ﷺ کی باتیں سنی ہیں۔ اس میں ایک کوئی بات بھی نہیں جو تم کہہ رہے ہو۔“

حسن معیشت

منصب نبوت پر فائز ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ معاش تجارت تھا۔ صغر سنی میں اجرت پر بھیڑ بکریاں چرانے کا کام کیا۔ جوان ہوئے تو ذریعہ معاش تجارت ٹھہرا۔ منصب نبوت پر فائز ہوئے تو بھی آپ ﷺ کا وسیلہ معاش تجارت ہی تھا۔

ہجرت کے بعد مدینہ پہنچے تو تبلیغ رسالت کے علاوہ حضور ﷺ مسلمانوں کے رئیس حکومت قاضی‘ امیر عساکر اور معلم کی حیثیت سے اپنے اوقات صرف کرنے لگے۔ لہذا حصول معاش کی طرف توجہ نہ دے سکنے کے باعث کچھ عرصہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مہمان رہے۔ بیت المال سے جو وقتی چندوں‘ صدقات‘ زکوٰۃ‘ خراج اور مال غنیمت کی صورت میں اکٹھا ہوتا اپنی ذات یا اپنے اہل وعیال پر ایک حبہ بھی صرف نہیں فرماتے تھے۔ وہ سارا مال روز کے روز عام مسلمانوں میں اور مساکین پر صرف فرمادیتے تھے۔

معاش کی یہ کیفیت کہ حضور ﷺ بس اس قدر اہتمام فرماتے تھے جو آپ ﷺ کی اور اہل بیت کی اشد ضرورت کے لئے کافی ہو۔ اس سے زیادہ کی آپ ﷺ نے کبھی خواہش فرمائی نہ کوشش کی اور جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ قلیل معاش میں سے بھی اکثر انفاق فی سبیل اللہ فرماتے اور اپنی ضروریات سے اس حد

تک قطع نظر کر لیتے کہ بسااوقات فاقوں کی نوبت آجاتی۔

آپ ﷺ کا اسوہ معیشت میں سادگی اور سادہ مزاجی کی بہترین مثال پیش کرتا ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا میں انسان کے لئے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک مسافر کو زادِ راہ کے لئے ضروری ہو۔"

رسول خدا ﷺ سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ عموماً موٹے اور کھردری اون کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے کمبل کا ہوتا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔

ایک سفر کے دوران میں حضرت عمرؓ نے ریشمی کپڑا بکتا دیکھا۔ انہوں نے سوچا کہ یہ کپڑا رسول اللہ ﷺ کے لئے خرید لیا جائے تاکہ آپ عیدین' جمعہ اور باہر کے سفیروں کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن فرمایا کریں۔ حضرت عمرؓ نے اپنا یہ خیال رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ لباس وہ پہنے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"

رسول اللہ ﷺ بہت سادہ کھانا کھانے کے عادی تھے۔ جو اور کھجوریں آپ ﷺ کی اہم غذا تھی۔ جو کے آٹے کا سالن جس میں روغن زیتون' زیرہ اور کالی مرچیں ڈالی جاتی تھیں۔ آپ ﷺ کو بہت مرغوب تھا۔ بھیڑ بکری کے گوشت میں سے دستی آپ ﷺ کو بہت پسند تھی۔ سرکہ' شہد' حلوہ' دودھ' روغن زیتون' کدو اور ککڑی بھی آپ ﷺ کی مرغوب غذائیں تھیں۔ مسند اور تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ بالعموم روزہ رکھتے۔ کھانے کے بعد شکر کی دعا پڑھتے تھے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ اپنے جوتے خود گانٹھتے' اپنے کپڑے خود رفو کر لیتے اور اپنے گھر میں ہر وہ کام خود کرتے تھے جو عام لوگ اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔ اپنے کپڑے خود دھوتے تھے۔ بکری کا دودھ دوہتے اور اپنا کام خود کرتے۔

شجاعت

حضرت علیؓ کی روایت ہے کہ بدر کی لڑائی میں جب زور کا رن پڑا تو لوگوں نے حضرت نبی کریم ﷺ ہی کی آڑ میں پناہ لی اور جنگ جاری رکھی۔ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ مشرکین کی صف سے اس روز آپ ﷺ سے زیادہ قریب اور کوئی نہ تھا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہترین انسان' سب سے زیادہ سخی اور سب سے

زیادہ دلیر اور بہادر تھے۔ ایک رات مدینے کے لوگوں نے خطرہ اور خوف کی فریاد بلند کی۔ لوگ اس آواز کی طرف دوڑے۔ دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے آگے ہیں اور سب سے پہلے اس آواز کی طرف نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ آگے جا رہے تھے اور لوگوں سے کہہ رہے تھے مت ڈرو مت ڈرو۔ اس وقت رسول خدا ﷺ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے جس پر زین نہ تھی۔ آپ ﷺ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی۔

اسی طرح غار ثور میں جب آپ ﷺ کے قتل کا عزم رکھنے والے دشمن عین غار کے اوپر پہنچ گئے اور حضرت صدیق اکبرؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو دیکھ نہ لیں۔ تو آپ ﷺ نے سکون خاطر کے ساتھ رفیق غار کو یہ کہہ کر تسکین دی:

"لا تحزن ان اللّٰہ معنا" ﴿فکر نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔﴾

سخاوت

حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کے سوال پر کبھی نفی میں جواب نہیں دیا۔ یعنی ایسا کبھی نہ ہوا کہ کسی نے آپ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ نہیں۔ مطلب یہ کہ اگر آپ ﷺ کے پاس ہوتا تو عطا فرما دیتے اور نہ ہوتا وعدہ فرما لیتے اور کہہ دیتے کہ پھر آنا۔

جوانی

خداوند کریم جوان عبادت گزار پر فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو کہ اس نے صرف میرے لئے جوانی کے جذبات اور اس کے تقاضوں کو کچل دیا ہے۔ گناہوں سے تائب جوان کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ خدا اس جوان کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے جس میں جوانی کی شورشیں نہ ہوں۔

صدائے دلنواز

موذن رسول ﷺ حضرت بلال رضؓ

تحریر: محمد فیاض

کعبے کے بڑے دروازے پر لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے آنے جانے میں کافی دشواری آرہی تھی۔ کوئی آرہا تھا۔ کوئی جارہا تھا۔ ہٹو! بچو! کی صداؤں سے کان پھٹے جارہے تھے۔ خاک کے بے جان بتوں پر سجدہ ریز ہونے اور ان کے سامنے اپنی جبینوں کو خم کرنے کے لئے لوگ جوق در جوق کعبے کے صحن میں پہنچ رہے تھے۔

اس ہنگامہ آرائی سے بے نیاز بحر تصورات میں غوطہ زن ہوبجم کا سردار دروازے کے بائیں جانب دیوار کے سائے میں کھڑا اپنے وجود سے بے خبر گہری سوچوں میں گم تھا۔ کافی دیر اسی حالت میں گزر گئی کہ اچانک ایک جانی پہچانی آواز نے اسے حقیقت کی دنیا میں لاکھڑا کیا۔ کیا سوچ رہے ہو امیہ!۔ یہی سوچ رہا ہوں ابوجہل کہ محمد ﷺ کے بڑھتے ہوئے اسلامی انقلاب کو کیسے روکا جائے۔ جو آہستہ آہستہ ہمارے گھروں کی بنیادوں میں شگاف ڈال رہا ہے اور ہمارے آبائی مذہب کا خاتمہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔

ارے امیہ! یہ بھلا سوچنے کی بات ہے۔ لات وعزیٰ کی قسم محمد ﷺ کا ہم کام ہی تمام کردیں گے۔ یا اگر وہ زندہ بھی رہا تو اس کی تحریک اس کے گھر کی چار دیواری تک ہی محدود رہے گی۔ سناؤ تمہارے غلام کا دماغ درست ہوا ہے یا نہیں۔

ارے ابوجہل! اس نوجوان کی مستقل مزاجی اور محمد ﷺ سے والہانہ عشق ومحبت نے مجھے یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ اسلامی تبلیغ ہمارے غلاموں کو ہی نہیں ہماری اولادوں کو بھی اپنے آبائی مذہب سے منحرف کردے گی۔

تم فکر نہ کرو امیہ! تیرا غلام یا تو محمد ﷺ اور اس کے خدا کا نام لینا چھوڑ دے گا یا آج میدان حرہ کی

تپتی ہوئی ریت کے ذرات اس کی حالت بسمل پر قہقہے بلند کر رہے ہوں گے۔ چلو امیہ اس کی خبر لیتے ہیں۔

وہ دونوں امیہ کے گھر کی جانب چل پڑے۔ ابو جہل کی آنکھیں لال پیلی ہو رہی تھیں۔ ان میں ظلم و بربریت اور انتقام کے شعلے رقص کر رہے تھے۔ چال میں کبر و نخوت کا انداز نمایاں تھا۔ غم و غصہ سے امیہ کا وجود کانپ رہا تھا۔ آج وہ سرداری کے نشے میں مست ایک توحید پرست عاشق رسول کی قسمت کا فیصلہ کرنے جا رہے تھے۔ مگر انہیں کیا خبر تھی کہ ہم جس کی مرگ و حیات کا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں ایک دن اس کی تلوار ہمارے جسموں سے گردنوں کے بوجھ کو ہٹا دے گی۔

وہ مختلف گلیوں سے ہوتے ہوئے اس پگڈنڈی پر ہو لئے جو میدان حرہ کے کنارے کے ساتھ ہوتی ہوئی قبیلہ بنو جمح تک جاتی تھی۔ وہ ایک حویلی کے پاس رکے اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ یہ حویلی امیہ بن خلف کی تھی جو نہی غلاموں کی نظر اپنے آقا پر پڑی۔ دوڑ کر اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ وہ صابی کہاں ہے۔ امیہ گرجا۔

آقا! آپ کے حکم سے ہم نے اسے دائیں طرف کونے والے مکان میں بند کیا ہوا ہے۔ میں نے تمہارے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ کام کیا یا نہیں۔ امیہ پھر غلاموں سے مخاطب ہوا۔

جی آقا! آج شب ہم نے اسے اتنا مارا کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں سے خون کے فوارے نہ پھوٹے ہوں۔ اب ہمیں یقین ہے کہ وہاں آپ کو اس کی لاش ہی ملے گی۔

ابو جہل اور امیہ بن خلف اس مکان کے قریب گئے اور پاؤں کی ٹھوکر سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ ان کے سامنے نیم بے ہوشی کی حالت میں ایک اٹھائیس سالہ نوجوان زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ جس کے میلے کچیلے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ چکے تھے۔ ظلم و تشدد کی وجہ سے جسم لاغر و نحیف ہو چکا تھا۔ سر کے گھنے اور خمدار بالوں میں وقت سے پہلے ہی سفیدی آچکی تھی۔ چہرے کی سیاہ رنگت میں دکھوں اور غموں نے مزید اضافہ کر دیا تھا۔ جسم کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا جہاں سے خون نہ ٹپکا ہو۔ سارا جسم زخموں سے چور تھا۔ پیاس سے ہونٹ خشک تھے۔ بھوک کی وجہ سے پسلیاں اندر کی جانب دھنسی ہوئی تھیں۔

امیہ آگے بڑھا اور نوجوان کی گردن کو پاؤں سے دباتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔ او صابی! کونسی موت مرنا پسند کرے گا۔ عزت کی موت یا ذلت کی۔ نوجوان پہلو بدلتے ہوئے امیہ سے مخاطب ہوا۔ اے جمح کے سردار میں وہ موت مرنا پسند کروں گا جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے عشق میں دی جائے۔

امیہ اپنے غلام کا یہ جواب سن کر غیظ و غضب سے پاگل ہو گیا۔ اچھا تو اب دیکھوں گا محمد ﷺ اور اس کا خدا تمہیں کیسے چھڑاتا ہے یہ کہتے ہی امیہ اس نوجوان پر ٹوٹ پڑا مگر قربان جایئے اس نوجوان پر مار پڑتی رہی مگر منہ سے اُف تک نہ نکلی۔ ایک ہی صدا لب سے نکلتی رہی۔ احد! احد! (یعنی معبود ایک ہے۔)

امیہ یہ ثابت قدمی دیکھ کر اور زیادہ طیش میں آ جاتا۔ امیہ نے اس نوجوان کو اتنا مارا کہ خود تھک کر بیٹھ گیا۔ نوجوان کا سارا جسم لہولہان ہو چکا تھا مگر عشق محمد ﷺ میں اس قدر مدہوش تھا کہ سوائے احد احد کے لب سے کوئی اور لفظ نکالنا گوارا ہی نہیں تھا۔

ابوجہل آگے بڑھا اور نوجوان کو پاؤں کی ٹھوکر سے جھنجھوڑتے ہوئے پوچھنے لگا۔ اے صابی محمد ﷺ اور اس کے خدا کی عبادت چھوڑ دے ورنہ تیری موت سمیہ سے بھی زیادہ دہشت ناک ہوگی۔ بتا آئندہ کس کی پوجا کرو گے۔

لات و ہبل کا انکار کروں گا اور خدائے واحد کی پرستش کروں گا۔ جواب میں زخمی نوجوان بولا۔

یہ فقرہ سن کر ابوجہل جلال میں آ گیا اور غلاموں کو بلا کر حکم دیا کہ اس صابی کے کپڑے اتار کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر گلیوں میں گھسیٹتے ہوئے حرم کے میدان میں لے جاؤ۔ وہاں اس کی محمد ﷺ سے محبت اور خدا پرستی کا جذبہ دیکھیں گے۔

ابوجہل کا یہ حکم سنتے ہی قبیلہ بنو جمح کے تمام لوگ اکٹھے ہو گئے اور نوجوان کے کپڑے اتار کر لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر گلیوں میں لاش کی طرح گھسیٹتے ہوئے حرم کے میدان کی طرف لے چلے۔ دو رویہ قطاروں میں کھڑے لات و ہبل کے پجاری سنگ باری کر رہے تھے۔ کوئی گلی ایسی نہ تھی جہاں عشق نے لہو سے زمین کو رنگین نہ کیا ہو۔ یہ کون ہے جن کا نام مبارک آج بھی لب پر ہے۔ یہ رسول ﷺ کے محبوب ساتھی برگزیدہ بزرگ صحابیؓ امت مسلمہ کے دل کی دھڑکن مؤذن مسجد نبوی سیدنا حضرت بلالؓ تھے۔

حضرت بلال حبشیؓ ۵۸۳ء کو رباح کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد رباح حبشہ کے رہنے والے تھے۔ حضرت بلالؓ کی پیدائش سے قبل ہی رباح اپنی اہلیہ کے ہمراہ حبشہ سے ہجرت کر کے مکہ میں مستقل سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جہاں پر آپ کی تنگدستی اور مفلسی سے بنو جمح نے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ

کو غلام بنالیا۔ حضرت بلالؓ بھی دورِ غلامی میں ہی پل بڑھ کر جوان ہوئے۔

والد کے انتقال کے بعد امیہ کی غلامی کا کام آپ کے سپرد ہوگیا اور یوں زندگی کے اٹھائیس سال امیہ جیسے ظلم پرست کی خدمت میں بسر ہوئے۔ اس وقت عرب کی حالت بہت خراب تھی۔ ہر طرف گمراہی اور ضلالت کے ابر چھائے ہوئے تھے۔ انسانیت تباہ و برباد ہوچکی تھی۔ شرک و بدعت عام ہوچکی تھی۔ خدائے واحد کے پرستار لات و ہبل کے پجاری بنے ہوئے تھے۔ یہ سرورِ کائنات حضور اکرم ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے ابتدائی دور کا زمانہ تھا۔ حضرت بلالؓ اس وحشت ناک اور گمراہ کن دور میں بھی طبعاً نہایت نیک نفس اور پاکباز تھے۔ آپ کی فطرت میں شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ شروع سے ہی آپ اس مشرکانہ اور باغیانہ معاشرے سے نفرت کرتے تھے۔

اسی اثناء میں دعوت توحید کی صدا بلند ہوئی۔ سرور عالم ﷺ نے لوگوں کو خدائے واحد کی پرستش کی طرف بلانا شروع کیا۔ بت پرستی اور دوسری گندی رسومات کی ممانعت شروع کی۔ لوگوں کو انسانیت کا جام پینے کی دعوت دی۔

مگر بجائے اس کے کہ لوگ اس دعوت حق پر لبیک کہتے آپ ﷺ کے مخالف ہوگئے اور ہر طرف سے عداوت و بغاوت کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوگئیں مگر اس دعوت کی حقیقت کو جاننے والوں نے دیر نہ کی اور زمانے سے بے خوف و خطر کلمہ حق کہہ دیا۔

انہی میں سے حضرت بلالؓ بھی تھے جو دعوت حق کے ابتدائی کٹھن اور مشکل دور میں دائرہ اسلام میں آگئے۔ اس طرح آپ کو "السابقون الاولون" کی بہترین جماعت میں امتیازی حیثیت حاصل ہوگئی۔

ادھر امیہ بن خلف کو بھی حضرت بلالؓ کے اسلام لانے کا علم ہوچکا تھا۔ چونکہ امیہ مسلمانوں کا سخت دشمن تھا بھلا وہ کیسے گوارہ کرسکتا تھا کہ اس کا غلام لات و ہبل کا باغی ہو کر خدائے واحد کی پرستش کرے۔ اس نے حضرت بلالؓ کو بلایا اور پوچھا۔

میں نے سنا ہے کہ تم محمد ﷺ کے خدا کی عبادت کرتے ہو اور تمہیں یہ نہیں معلوم کہ تم میرے غلام ہو۔ تم لات و عزیٰ کے علاوہ کسی خدا کی پوجا نہیں کرسکتے۔ حضرت بلالؓ نے بے خوف ہو کر جواب دیا۔ تم میرے وجود پر حکمرانی کرسکتے ہو مگر میرا دل محمد ﷺ کی غلامی قبول کرچکا ہے۔

اچھا تو اب آپ لات و ہبل کا انکار کرتے ہیں۔ جی ہاں! میں خدائے واحد کے بغیر خدائی دعویٰ رکھنے والی ہر چیز کا انکار کرتا ہوں۔

امیہ اپنے غلام سے یہ الفاظ سن کر آپے سے باہر ہو گیا اور حضرت بلالؓ پر ظلم و ستم کا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ تا کہ یہ یکجائی سے ہرجائی ہو جائے۔ مگر ایک در پر جھکنے کے بعد اب بے جان بتوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی ہمت بلالؓ میں نہ تھی۔ وہ مر تو سکتا تھا' جلتے ہوئے انگاروں پر لیٹ تو سکتا تھا مگر کسی اور کے در پر جھکنے کو تیار نہ تھا۔

حضرت بلالؓ پر اذیتوں کا دور شروع ہو گیا۔ دن کو گلے میں رسی ڈال کر اوباش لڑکوں کے حوالے کر دیا جاتا جو سارا دن مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے رہتے اور آپ احد احد کی صدائیں بلند کرتے۔ خون میں لت پت جسم رات کو گرم اور اندھیری کوٹھڑی میں پڑا ہوتا۔ ہر روز نئے نئے مظالم تجویز ہوتے اور آپ ان تمام مظالم کی تجربہ گاہ ہوتے۔ کئی کئی دن کھانا بند کر دیا جاتا کہ شاید احد احد کی صدائیں چھوڑ دے مگر جوں جوں مظالم کی بارش تیز ہو رہی تھی حضرت بلالؓ کے ایمان میں پختگی اور حوصلوں کو بلندی مل رہی تھی۔ اب آپ دنیا کے تمام مصائب والم برداشت کر سکتے تھے مگر دین محمدی کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ آپ کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے مگر جبیں مبارک پر بل تک نہ پڑتا اور زبان سے احد احد کے سوا کچھ نہ نکلتا۔

امیہ اور ابو جہل حضرت بلالؓ کو مار مار کر تھک جاتے مگر رحم نہ آتا۔ امیہ دن کے وقت کپڑے اتار کر لوہے کی زرہ پہناتا اور پھر گھسیٹ کر میدان حرہ کی جلتی ہوئی گرم ریت پر لے جاتا۔ سارا سارا دن تپتی ہوئی ریت پر تڑپتے رہتے اور احد احد کی صداؤں سے میدان حرہ کے ذرات گونجتے رہتے۔ مشرکین مکہ حضرت بلالؓ کی یہ حالت دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے۔ حرہ کا میدان ہر روز حضرت بلالؓ کے رقص بسمل کا اکھاڑہ بنتا۔

دوسری طرف کاشانہ نبوت میں بھی احد احد کی صدائیں پہنچ چکی تھیں۔ اس لئے سرور عالم ﷺ حضرت بلالؓ کو آزادی دلانے کے لئے ہر وقت بے چین رہتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ چونکہ قبیلہ بنو جمح کے محلے ہی میں رہتے تھے اس لئے آتے جاتے حضرت بلالؓ پر نت نئے مظالم دیکھ کر کانپ اٹھتے اور حضور ﷺ کو بھی اس سے باخبر کرتے۔

ایک دن حضور اکرم ﷺ راستے سے گزر رہے تھے کہ راستے میں دیکھا حضرت بلالؓ کو مکے کے اوباش نوجوان گلیوں میں گھسیٹ رہے تھے۔ واپس آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا۔ اے صدیق اگر رقم ہوتی تو بلالؓ کو خرید لیتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور سیدھے امیہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔

امیہ حضرت بلالؓ کو جلتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر خوشی ومسرت کے قہقہے بلند کر رہا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آگے بڑھے اور امیہ سے مخاطب ہوئے۔ اے امیہ اس بے چارے پر کیوں ظلم کرتے ہو۔ اس نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ خدا کو ناراض نہ کر۔ ابوبکرؓ تم کون ہوتے ہو مجھے روکنے والے۔ جاؤ اپنا کام کرو۔ میں تمہارے خدا کا پجاری نہیں ہوں جو مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔

دیکھ امیہ تو سردار ہے۔ یہ تیرے شایان شان نہیں کہ تو ایک بے کس پر ظلم کرے۔ صدیق اکبرؓ امیہ کو سمجھا رہے تھے کہ حضرت عباسؓ تشریف لے آئے جو یہ ساری باتیں سن چکے تھے۔ آتے ہی امیہ سے مخاطب ہوئے۔ امیہ اگر تم بلالؓ سے اتنے زیادہ تنگ ہو تو صدیق اکبرؓ کو بیچ دو۔ امیہ حقارت سے اگر صدیقؓ اس کی قیمت ادا کر سکتا ہے تو میں اسے آج ہی آزاد کرتا ہوں۔ حضرت صدیق اکبرؓ جھٹ بولے کیا لوگے؟۔ چالیس اوقیہ چاندی۔ ابوبکر صدیقؓ فوراً بولے مجھے منظور ہے اور یوں صدیق اکبرؓ حضرت بلالؓ کو عذاب سے نکال کر لے آئے اور آزاد کر دیا۔

آپ دونوں بارگاہ رسالت میں پہنچے تو حضور اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک جھلملا اٹھا اور فرمایا۔ ابوبکرؓ اس کار خیر میں مجھے بھی شریک کرلو۔

امیہ بن خلف کی غلامی سے آزادی پانے کے بعد ہر وقت آپ حضور ﷺ کی خدمت میں رہتے۔ آپ نے اپنی ساری زندگی حضور ﷺ کی غلامی میں وقف کر دی۔ حضرت بلالؓ حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی سابقہ زندگی بھول گئے۔ کیونکہ حضرت بلالؓ جس منزل کے لئے مصائب والم برداشت کر رہے تھے وہ آپ کو مل چکی تھی۔

جب مشرکین مکہ نے مسلمانوں پر اذیتوں اور مصائب والم کی بارش تیز کر دی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ہجرت کا حکم دیا۔ تمام صحابیوںؓ کی طرح حضرت بلالؓ بھی مکہ میں اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے۔ مدینے میں حضور اکرم ﷺ نے ابورویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن انصاریؓ سے بھائی چارہ کرادیا۔ آپس میں دونوں ایسے رہنے لگے جیسے سگے بھائی ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کی معمولی تکلیف گوارہ

نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں حضرت بلالؓ شام کی مہم پر جانے لگے تو حضرت بلالؓ سے پوچھا گیا کہ وظیفہ کون وصول کرے گا۔ حضرت بلالؓ نے جواب دیا ابورویحہؓ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے ہم دونوں میں جو بھائی چارہ کرایا تھا وہ کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

ہر وقت حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ رہتے۔ حضور اکرم ﷺ کے گھریلو اخراجات کا انتظام کرنا۔ دیگر گھریلو مسائل حل کرنا آپ ہی کے ذمہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ بھی آپ سے بہت محبت کرتے۔ آپ کو خلوت و جلوت میں ساتھ رکھتے۔

ہجرت کے بعد جب مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے اذان کے لئے حضرت بلالؓ کو منتخب کیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی آواز عطا کی تھی جو مردہ دلوں کو گرما دیتی۔ سننے والے تمام کام ادھورے چھوڑ کر مسجد کی جانب دوڑ پڑتے۔ بچے کھیل چھوڑ کر جمع ہو جاتے۔ عورتیں گھریلو کام کاج چھوڑ کر اذان کی طرف متوجہ ہو جاتیں۔ فضائیں رک جاتیں۔ سارے عالم پر مدہوشی کی کیفیت چھا جاتی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ حضرت بلالؓ کی آواز سنتا۔ عندلیبان چمن بھی نغمہ سرا ہو جاتیں۔ پھولوں کی مہک سے بھی صدا اٹھتی۔ حضور اکرم ﷺ اپنے صحابیؓ کی آواز سے مسحور ہو جاتے۔ صحابہ کرامؓ اپنے دوست کی دلنشین آواز پر جھوم جاتے۔ آسمان کی بلندی حضرت بلالؓ کی آواز سننے کے لئے زمین پر جھک جاتی۔ ملائکہ عرش پر حضرت بلالؓ کی آواز سے ہم زبان ہو کر اذان کے الفاظ گنگناتے۔ کفار کے دل دہل جاتے۔ چاروں طرف ہر شے خدائے واحد کی حمد و ثنا کرتی نظر آتی۔ آپ کو ہر وقت آخرت کا فکر دامن گیر رہتا اکثر ساری ساری رات روتے رہتے۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو بلا کے پوچھا۔

اے بلالؓ تم کونسا عمل کرتے ہو جس پر سب سے زیادہ اجر و ثواب کی امید ہو کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تمہارے قدموں کی آواز سنی ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نے ایسا عمل تو کوئی نہیں کیا البتہ دن رات میں میرا کوئی وضو ایسا نہیں ہے جس کے بعد میں نے دو رکعت نماز نہ پڑھی ہو۔

مدینے میں پہنچ کر صحابہ کرامؓ آزادی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہاں نہ کوئی ظالم تھا نہ مظلوم بلکہ نئے بندوں کی ایک نئی دنیا آباد ہو چکی تھی۔ سب اپنے تھے غیر کوئی نہ تھا۔ سب دوست تھے دشمن کوئی نہ تھا۔ دوسری طرف مشرکین مکہ نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان سکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور دین

اسلام کی اشاعت بلاروک وٹوک ہو رہی ہے تو انہوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے ایک بڑا جنگجو قافلہ (جو سامان حرب سے لیس تھا) لے کر مدینہ پر چڑھائی شروع کر دی۔ جب حضور اکرم ﷺ کو علم ہوا تو مسلمانوں کی ایک مختصر سی جماعت لے کر آپ ﷺ مقام احد کی جانب چل پڑے۔ ان مجاہدین اسلام میں حضرت بلالؓ بھی پیش پیش تھے۔ تمام صحابہ کرامؓ شہادت کے نشے میں جھوم رہے تھے۔ احد کے مقام پر حق وباطل کا ٹکراؤ ہوا۔ مجاہدین اسلام دین کی سربلندی کے لئے اپنے خاندان والوں سے ٹکرا گئے۔ اگر تیغ حق کے نیچے بھائی آیا تو اس کے بھی ٹکڑے ہوگئے۔ اگر والد آیا تو وہ بھی کٹ مرا۔

حضرت بلالؓ بھی اپنی تلوار کے کرتب دکھا رہے تھے کہ اچانک امیہ پر نظر پڑ گئی جو بھاگے جارہا تھا۔ حضرت بلالؓ نے صحابہؓ کو آواز دی وہ دیکھو دشمن خدا بھاگ رہا ہے۔ صحابہؓ یہ آواز سنتے ہی دوڑ پڑے اور امیہ کو پکڑ کر حضرت بلالؓ کے پاس لے آئے جنہوں نے تلوار سے امیہ کی گردن اڑادی۔

صدیق اکبرؓ نے جب امیہ کی گردن کو تڑپتے دیکھا تو فرمایا مبارک ہو بلالؓ اللہ تعالیٰ تمہیں خیر وبرکت سے نوازے تم نے دشمن خدا سے اپنا انتقام لے لیا۔

حضرت بلالؓ بدر سے لے تبوک تک تمام غزوات میں شامل ہوئے اور اپنی بہادری وشجاعت مندی کے جوہر دکھائے۔ آپ فرمایا کرتے میں صرف ایک حبشی ہوں جو کل تک معمولی غلام تھا۔ لوگو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آؤ اور جہاد کرو' پھر حج مبرور۔ حضور اکرم ﷺ نے جب مدینے میں آپ کی شادی کا بندوبست کرنے کا ارادہ کیا تو مدینے کے بڑے بڑے اہل ثروت آپ کو شادی دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ ہر ایک صحابیؓ کی یہ تمنا تھی کہ حضرت بلالؓ اس کا داماد بنے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ بنی زہرہ اور حضرت ابو الدرداءؓ کے خاندان میں حضرت بلالؓ کا رشتہ کر دیا۔ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی سے بھی نکاح ہوا۔ حضرت بلالؓ جو کل تک غلام تھے مدینہ پہنچ کر رسول اکرم ﷺ کی رفاقت میں وہ عظمت اور بلندی ملی کہ حضرت بلالؓ کی ایک ایک ادا صحابہ کرامؓ کے دل کی دھڑکن بن گئی۔

جب مکہ فتح ہوا تو حضرت بلالؓ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے۔ آپ نے کعبے کو بتوں سے پاک کیا اور حضرت بلالؓ سے فرمایا۔ اے بلالؓ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر صدائے تکبیر بلند کرو۔ حضرت بلالؓ چھت پر چڑھے اور اذان دینا شروع کی۔ سارے عالم پر ایک عجیب سی کیفیت چھاگئی۔ یہ وہی مکہ تھا جہاں حضرت بلالؓ کو احد احد کی صدائیں بلند کرنے کے جرم میں جلتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا۔ گلیوں میں

گھسیٹا جاتا۔ پتھر مارے جاتے۔ وہیں پر آج بلالؓ سر عام حق کی صدا بلند کر رہا تھا۔ کل تک حضرت بلالؓ پر حکمرانی کرنے والے آج اسی کی آواز سے کانپ رہے تھے۔ بت ٹوٹ رہے تھے۔ مے خانے اجڑ رہے تھے۔ خزائیں رخت سفر باندھ رہی تھیں۔ بلالؓ کی آواز کو آج فرش سے عرش تک تمام مخلوق سن رہی تھی۔

صحابہ کرامؓ عجیب کیفیت میں مبتلا تھے۔ کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو نم نہ ہوئی ہو۔ کوئی مشرک ایسا نہ تھا جس کے دل پر یہ آواز بجلی بن کے نہ گری ہو۔ اذان کب کی ختم ہو چکی تھی مگر صحابہ کرامؓ جوں کے توں جامد و ساکت کھڑے تھے جیسے اب تک بلالؓ کی صدا بلند ہو رہی ہو۔

طیور اپنے آشیانوں میں دبکے ہوئے تھے۔ جیسے اس آواز نے ان کی طاقت پرواز کو سلب کر لیا ہو۔

اب بلالؓ کی اذان کی صدا ہر روز آتی اور بے چین لوگوں کو قرار بخشتی مگر اچانک حضرت بلالؓ کی صدائے دلنشین آنا بند ہو گئی۔ ہر کوئی پریشان تھا دل بے قراری کے عالم میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آج بلالؓ کی دنیا ویران ہو گئی۔ کائنات ذرہ ذرہ آنسو بہا رہا تھا۔ ہر کوئی بلالؓ کی غم خواری کر رہا تھا۔ بلالؓ کا سب کچھ لٹ چکا تھا کیونکہ آپ کے دل کی دھڑکن اور محبوب ہستی سرور عالم خاتم النبیین ﷺ دنیا سے تشریف لے جا چکے تھے۔ اس غم میں آپ نے اذان دینا چھوڑ دی۔ ہر وقت اداس اور کیفیت غم میں ڈوبے رہتے حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد محبوب خدا کے رفیق غار خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور فرمایا میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے۔

خدا کی راہ میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بہتر کام ہے۔ اس لئے اپنی بقیہ زندگی راہ خدا میں گزارنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ سن کر افسردہ ہو گئے اور فرمایا اے بلالؓ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں میرے اعضائے جسم کمزور ہو چکے ہیں۔ زندگی کے نامعلوم کتنے دن باقی ہیں۔ اس لئے میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں مجھے تنہا چھوڑ کر نہ جاؤ۔ حضرت بلالؓ نے بات مان لی اور رک گئے مگر جب حضرت عمر فاروقؓ کا دور آیا تو آپ نے خلیفہ ثانی شیر رسول ﷺ حضرت عمرؓ سے جہاد کی اجازت مانگی حضرت عمرؓ نے بھی روکنا چاہا مگر آپ نہ رکے تو عمر فاروقؓ نے شام کی مہم پر روانہ کر دیا۔ آپ ہر معرکے میں پیش پیش ہوتے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب بیت المقدس فتح ہوا تو آپ خود وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پر بلالؓ بھی موجود تھے۔ حضرت عمرؓ نے بلالؓ سے اذان کی فرمائش کی۔ حضرت بلالؓ فرمانے لگے اے عمرؓ میں نے حضور ﷺ

کی رحلت فرمانے کے بعد عہد کیا تھا کہ آئندہ اذان نہیں دوں گا مگر آج آپ کی فرمائش کو رد نہیں کر سکتا اور اذان دینے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ جو نہی اللہ اکبر کی صدا بلند کی سننے والوں پر غشی طاری ہو گئی۔ صحابہ کرامؓ کے قلب و جگر کٹنے لگے۔ صحابہ کرامؓ کی آنکھوں کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے دور کا ایک ایک لحہ گھومنے لگا۔ فضائیں تھر تھرانے لگیں اور عالم کائنات میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عمرؓ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے۔ بلالؓ کی آواز روح کی گہرائیوں سے اٹھ رہی تھی اور دلوں کو چھلنی کر رہی تھی۔ بلالؓ جب شام کے معرکوں سے فارغ ہوئے تو شام ہی کے ایک گاؤں خولان میں مستقل طور پر رہنے لگے۔ اب آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ کمزوری کا غلبہ تھا۔ اکثر بیمار رہتے۔ اس لئے جہاد کے لئے بہت کم جاتے۔ ایک دن عشاء کی نماز پڑھی اور مسجد میں ہی اونگھ آگئی۔ خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ فرما رہے ہیں اے بلالؓ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ ہماری زیارت کو آئیں۔ اس خواب نے بلالؓ کے من میں آگ لگا دی۔ روح بے چین ہوگئی۔ محبت کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ دوسرے دن مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے۔ دور سے ہی مدینہ کے در و دیوار کو دیکھ کر رو پڑے اور بے تابانہ روضہ رسول ﷺ کی جانب دوڑ پڑے۔ مدینے میں ہر طرف شور برپا ہو گیا بلالؓ آگئے بلالؓ آگئے۔ یہ سن کر حسنؓ اور حسینؓ بھی دوڑے آئے اور آپ کی ٹانگوں کے ساتھ لپٹ گئے اور بلالؓ سے فرمائش کرنے لگے۔

بابا بلالؓ کل فجر کی اذان آپ دینا۔ دل میں تو اذان نہ دینے کا عہد کیا ہوا تھا مگر بتول کے جگر پاروں کی خواہش کو کیسے ٹالتے۔ دوسرے دن فجر کے وقت مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے اور اذان دینا شروع کی۔ جو نہی بلالؓ کی صدا بلند ہوئی مدینے کی گلیوں میں کہرام مچ گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ رسول اکرم ﷺ کا آج ہی انتقال ہوا ہو۔ صحابہ کرامؓ روتے روتے بے حال ہوگئے۔ ہر چیز اشک فشاں تھی۔ در و دیوار رو رہے تھے۔ بچے بلالؓ کی صدا سنتے ہی مسجد کی جانب دوڑ پڑے۔ نماز ادا کی اور پھر جلد ہی ساتھیوں سے اجازت لے کر واپس چلے گئے اور بقیہ زندگی خولان میں گزار دی۔ بلالؓ نے اپنی زندگی میں متعدد نکاح کئے مگر کسی بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔ آخر ۲۰ ہجری کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ دمشق میں باب صغیر کے قریب تدفین ہوئی۔ جب حضرت بلالؓ کی وفات کی خبر مدینے پہنچی تو حضرت عمرؓ رورو کے بے ہوش ہوگئے اور بار بار فرماتے تھے۔ آہ! ہمارا سردار بلالؓ ہمیں داغ جدائی دے گیا۔

ملفوظات وارشادات

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

ترتیب: سید شمشاد حسین شاہ

(12)------ فرمایا کہ شاہ ایران نے شاہ جہاں کو ایک خط لکھا جس میں چند علمی اعتراضات سے آپس میں شاہانہ گفتگو کی تھی۔ شاہ جہاں نے شاہ ایران کے تمام سوالات کے جوابات لکھ دیئے مگر ایک اعتراض ایسا تھا جس کا جواب سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو بلایا اور اس کے سامنے وہ اعتراض رکھا اور کہا کہ اس اعتراض کا جواب ملنا چاہئے۔ وزیر اعظم نے وہ اعتراض پڑھا تو کہنے لگا بادشاہ سلامت اس اعتراض کا جواب کیا دے سکتے ہیں۔ شاہ جہاں ناراض ہو کر کہنے لگا کہ تم وزیر اعظم کس بات کے ہو۔ بے شک یہ اعتراض اس کا صحیح ہے مگر اس کا بھی کوئی مثبت جواب ہونا چاہئے۔ وزیر اعظم اس صورتحال سے بہت پریشان ہوا اور اسی پریشانی میں دو دن گزر گئے۔ مگر کوئی جواب سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

وزیر اعظم کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے چنیوٹ کے مولوی سعد اللہ صاحب آیا کرتے تھے۔ (مولوی سعد اللہ کا نام حضرت جالندھریؒ نے بات کو سمجھانے کے لئے مثال کے طور پر لیا ہے۔) مولوی صاحب جب بھی آتے تو وزیر اعظم ان کا بڑے خوش دلی سے استقبال کرتے لیکن ان پریشانی کے دو دنوں میں وزیر اعظم نے مولوی صاحب کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہ دی اور خاموشی سے پاس سے گزر جاتے۔ مولوی صاحب نے دوسرے دن بچوں کو کہا کہ کیا بات ہے تمہارے ابو یعنی وزیر اعظم سلام دعا کرنا بھی چھوڑ گئے ہیں۔ بچوں نے کہا مولوی صاحب دو دن سے ابو کافی پریشان ہیں وہ ہم سے بھی بات نہیں کر رہے بلکہ ہماری امی جان سے بھی ان کا وہ رویہ نہیں رہا۔ لگتا ہے کسی پریشانی میں ہیں۔ چنانچہ جب وزیر اعظم دوبارہ وہاں سے گزرے تو مولوی سعد اللہ نے وزیر اعظم سے پریشانی کی وجہ پوچھی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ ہاں بے شک میں دو دن سے پریشان ہوں مگر وہ ایسی پریشانی ہے جس کا کوئی حل نظر نہیں آتا اور لگتا

ہے شاید بادشاہ شاہ جہاں مجھے جاہل ہی نہ سمجھنے لگیں۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ آخر بات کیا ہے۔ اس پر وزیر اعظم نے پوری بات بتلائی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ وہ اعتراض آپ ہمیں اگر بتلانا مناسب سمجھیں تو بتلادیں شاید اس کا کوئی جواب ہماری سمجھ میں آجائے۔ وزیر اعظم نے بادشاہ کا وہ خط مولوی صاحب کو دے دیا اور آخری اعتراض بھی ان کو بتلادیا۔ جس کا جواب سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ مولوی سعد اللہ نے تھوڑی دیر اس سوال پر غور کیا اور پھر بولے کہ وزیر اعظم اس اعتراض کا جواب ممکن ہے آپ فکر مند نہ ہوں۔ وزیر اعظم خوشی سے بولے کیا جواب ہے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ جواب میں نہیں بتلاؤں گا۔ وزیر اعظم نے کہا پھر کیا فائدہ۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ بادشاہ کے پاس جائیں اور ان کو بتلائیں کہ مولوی سعد اللہ کے پاس اس اعتراض کا جواب موجود ہے۔ آپ اپنا خط مکمل کر کے آخر میں دو تین سطروں کی جگہ خالی چھوڑ کر اپنی مہر لگادیں اور دستخط کر دیں اس خالی جگہ میں میں خود اس اعتراض کا جواب لکھوں گا اور اپنے ہاتھ سے وہ خط پوسٹ کر دوں گا۔ شاہ ایران کے جواب آنے پر بتلاؤں گا کہ میں نے کیا جواب لکھا تھا۔ وزیر اعظم بادشاہ شاہ جہاں کے پاس گیا اور مولوی سعد اللہ کی بات ان کو بتلائی۔ شاہ جہاں نے کہا کہ مولوی سعد اللہ کو کہو کم از کم مجھے تو بتلادے کہ جواب کیا ہے۔ وزیر اعظم نے مولوی صاحب سے بات کی مگر مولوی صاحب کا جواب وہی تھا کہ اگر بتلانا ہوتا تو میں آپ کو ہی بتلادیتا۔ آپ لوگ مجھ پر اعتماد کریں۔ انشاء اللہ جواب صحیح ہوگا بس آپ میری شرط کے مطابق بادشاہ کی مہر اور دستخط کروا کر لادیں۔ چنانچہ وزیر اعظم نے شاہ جہاں کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا۔ شاہ جہاں نے دو تین سطروں کی جگہ چھوڑ کر مہر لگادی اور دستخط کر کے خط وزیر اعظم کے حوالے کر دیا۔ وزیر اعظم نے وہ خط مولوی سعد اللہ کو دے دیا۔ مولوی صاحب نے اس اعتراض کا جواب لکھ دیا اور خط بند کر کے ڈاک میں ڈال دیا۔

پندرہ بیس دن کے بعد شاہ ایران کا جواب شاہ جہاں کے نام آیا جس میں ایران کے بادشاہ نے بہت خوشی کا اظہار کیا خاص طور پر اس آخری اعتراض کے جواب پر شاہ ایران نے لکھا کہ اس اعتراض کا جواب پڑھ کر میں آپ کی علمی استعداد کا قائل ہو گیا ہوں۔

اب تو شاہ جہاں کی خوشی کی کچھ انتہا نہ تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے وزیر اعظم کو بلایا اور مبارک باد دی اور کہا کہ اب فوراً مولوی سعد اللہ کو بلایا جائے تاکہ ہم ان کا جواب جان سکیں۔ وزیر اعظم خوشی خوشی مولوی سعد اللہ کے پاس گئے اور ان کو بادشاہ کی خدمت میں لے کر آئے۔ شاہ جہاں نے مولوی صاحب کا

بہت شکریہ ادا کیااور پوچھا کہ آخر آپنے ایسا کیا جواب دیا تھا کہ شاہ ایران اس قدر خوش ہوا۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ شاہ ایران کا اعتراض یہ تھا کہ میں ایران کا بادشاہ ہوں اس لئے شاہ ایران کہلواتا ہوں۔ مصر کا بادشاہ اپنے آپ کو شاہ مصر کہلواتا ہے۔ عراق کے بادشاہ کو شاہ عراق کہتے ہیں مگر تم ہو تو صرف ہندو کے بادشاہ اور نام رکھوایا ہے شاہ جہاں۔ کیا تم سارے جہاں کے بادشاہ ہو۔ یعنی تمہارا نام ہی حقیقت پر مبنی نہیں۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ میرے ذہن میں یہ اعتراض پڑھتے ہی خیال آیا کہ میں حروف کے اعداد تو شمار کر کے دیکھوں۔ خوش قسمتی سے جو شاہ جہاں حروف کے اعداد ہیں وہی شاہ ہند کے اعداد ہیں۔

چنانچہ میں نے جواب میں لکھا کہ اے شاہ ایران معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مطالعہ وسیع نہیں۔ ورنہ آپ یہ اعتراض ہی نہ کرتے۔ دراصل شاہ جہاں کے جو اعداد ہیں وہی شاہ ہند کے ہیں۔ اس لئے بے شک میں اپنے آپ کو شاہ جہاں کہلواتا ہوں مگر مراد میری اس سے شاہ ہند ہی ہوتی ہے۔

بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوا اور وزیراعظم سے کہا کہ مولوی صاحب کو کوئی عہدہ دو اور ان سے کام لو۔ چنانچہ وزیراعظم نے مولوی سعد اللہ کو شاہی مرغی خانہ کا منتظم اعلیٰ بنا دیا۔ بادشاہ سال کے بعد ہر شعبہ کا معائنہ کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک سال کے بعد شاہ جہاں کے شاہی مرغی خانہ میں آئے۔ مرغیوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ اتنے سالوں میں اتنی موٹی تازی صحت مند اور فربہ مرغیاں کبھی نہیں دیکھی تھیں۔ دل میں سوچا کہ لگتا ہے مولوی صاحب نے مرغیوں کو خوب کھلایا پلایا ہے اس لئے خرچہ بھی زیادہ ہوا ہوگا۔ مگر جب حساب دیکھا تو بادشاہ حیران ہوا کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال نصف خرچ ہوا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کی وجہ پوچھی تو مولوی صاحب نے بتلایا کہ میں نے دیکھا کہ شاہی لنگر خانہ میں صبح شام سینکڑوں دیگیں پکتی ہیں۔ امراء رؤساء کے لئے علماء اور دیگر معززین کے لئے اور عام لوگوں کے لئے کھانے تیار ہوتے ہیں۔ دیگوں کو دم دینے کے لئے دیگوں کے کناروں پر ڈھکنا رکھنے کے بعد گوندھا ہوا آٹا لگایا جاتا ہے اور دیگ تیار ہونے کے بعد آٹا پھینک دیا جاتا تھا مگر میں نے شاہی لنگر خانہ کے منتظم اعلیٰ سے رابطہ قائم کیا اور ان سے کہا کہ صبح شام جتنا آٹا دیگوں سے اتارا جاتا ہے اسے ایک جگہ اکٹھا کر دیا کریں پھینکا نہ کریں۔ میرے ملازم آئیں گے اور وہ آٹا لے جایا کریں گے۔ یوں مفت میں ہمیں آٹا ملتا رہا جو بھی آدھا پکا آدھا کچا یعنی مرغیوں کے لئے مفید ہوتا تھا۔ اس طرح ہمارا خرچ بھی کم ہوا اور مرغیاں بھی

صحت مند رہیں۔ اس جواب پر شاہ جہاں بے حد خوش ہوا اور وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا اتنے اچھے آدمی کو مرغی خانہ پر لگایا ہے انہیں ان کی شان کے مطابق کوئی اچھا عہدہ دو۔ چنانچہ وزیر اعظم نے مولوی صاحب کو شاہی کتب خانہ کا منتظم اعلیٰ بنادیا۔

ایک سال کے بعد جب بادشاہ کتب خانہ دیکھنے کے لئے آئے تو حیرانگی کی حد نہ رہی کہ کتب خانہ میں جتنی کتابیں تھیں ان پر سب ریشمی غلاف چڑھے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے سوچا کہ عالم آدمی تھے کتابوں کے قدردان تھے اس لئے اس قدر اہتمام کیا مگر ظاہر ہے کہ ریشم پر خرچ تو ہوا ہوگا۔ مگر مولوی صاحب نے بتلایا کہ شاہی ڈاک میں جتنی ڈاک پارسل اور ہدایا وغیرہ آتے تھے وہ سب ریشمی کپڑوں میں ملفوف ہوتے ہیں۔ چنانچہ میں نے شاہی ڈاک کے انچارج سے رابطہ قائم کیا کہ جتنا ریشم کا کپڑا روزانہ اکٹھا ہو ہمیں دے دیا کریں۔ اس طرح مفت میں ریشمی کپڑا ملتا رہا اور میرے ملازم روزانہ غلاف چڑھاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سال بھر میں سب کتابیں ریشمی غلافوں سے مزین ہو چکی ہیں۔ بادشاہ مولوی صاحب کی ذات سے بے حد متاثر ہوئے اور مزید ترقی کے لئے کہا۔

شاہ جہاں کے کہنے پر وزیر اعظم نے مولوی سعد اللہ کو وزیر خزانہ بنادیا۔ ایک مرتبہ رات کے وقت شاہ جہاں اور اس کی بیوی کے درمیان ہنسی مذاق ہو رہا تھا۔ ملکہ نے بطور مزاح یہ کہا کہ آپ بادشاہ کے گھر پیدا ہوئے اور بادشاہ بن گئے ورنہ آپ میں کوئی ایسی خوبی تو نہ تھی۔ دن رات سوتے ہو اور آرام کرتے ہو۔ بادشاہ کو بیوی کی بات محسوس ہوئی۔

یہاں پہنچ کر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے دو لطیفے سنائے اور فرمایا کہ شاہ جہاں چونکہ دو تین سو سال پہلے کا مرد تھا۔ اس لئے اس کو بیوی کی بات محسوس ہوئی۔ جبکہ آج کے جوان کا تو یہ حال ہے کہ دفتر سے ایک صاحب چھٹی کر کے گھر آرہے تھے اور خوب بھوک لگی ہوئی تھی دل میں سوچا کہ کاش گھر جاتے ہی کھانا تیار مل جائے۔ چنانچہ جونہی مکان کا دروازہ کھولا سامنے چولہے پر بیوی کو روٹیاں پکاتے دیکھا۔ دروازے کے قریب ہی پانی کا پمپ تھا سوچا ہاتھ میں دھوتا چلوں تاکہ جاتے ہی کھانا کھا سکوں۔ جونہی پانی کا پمپ چلایا اور اس کی آواز پیدا ہوئی تو بیوی نے مڑ کر دیکھا تو غصے سے پوچھا کہ ہاتھ کس لئے دھوئے ہیں۔ قریب ہی بچہ جھولے میں لیٹا ہوا تھا۔ اب خاوند بیچارے کو اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ یوں کہہ دے مجھے بھوک لگی اور کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھوئے ہیں بلکہ فوراً کہنے لگا کہ بچہ اٹھانے کے لئے ہاتھ دھوئے ہیں۔ اسی

طرح کا ایک دوسرا لطیفہ سنایا۔ فرمایا کہ ایک بیوی نے خاوند سے کہا کہ میں حمام میں جارہی ہوں اور تم یہ مصالحہ پیسو۔ وہ بے چارہ۔ ''دوری ڈنڈا'' یا ''کنڈی سوٹا'' لے کر مصالحہ پیسنے لگا۔ جب بازو تھک گئے تو کہنے لگا کہ: یا اللہ! یا تو میں مرجاؤں یا...... ! اتنے میں بیوی پہنچ گئی اور پوچھا...... یا؟ بے چارہ کہنے لگا یا بھی میں ہی مرجاؤں۔ یہ تو آج کل کے مردوں کی حالت ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ پروپیگنڈہ یہ ہورہا ہے یا کیا جارہا ہے کہ عورتیں مظلوم ہیں۔

چنانچہ مردوں کے ظلم کے خلاف خواتین کی تنظیمیں بن رہی ہیں۔ بھلا ان مظلوم مردوں کے لئے آواز کون اٹھائے گا۔ بس مغرب سے جو آواز اٹھتی ہے آنکھیں بند کر کے اس کا راگ الاپنا شروع کردیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے عورت کو جو عزت دی ہے وہ کسی معاشرہ میں بھی موجود نہیں ہے۔ جو لوگ عورت کو پاؤں کی جوتی یا گھر کی نوکرانی سمجھتے ہیں وہ جاہل ہیں اور جو عورت کو ہر لحاظ سے آزاد کرنا چاہتے ہیں وہ بھی جاہل۔ عورت گھر میں وزیر کا درجہ رکھتی ہے اور ماں کے قدموں میں جنت ہے۔ تین درجہ ماں کی محبت اور قدر کے بیان کئے گئے جبکہ چوتھے نمبر پر باپ کا نام لیا گیا۔ اسلام سے قبل بچی کو پیدا ہوتے ہی دفن کردیا جاتا تھا مگر اسلام نے بیٹیوں کو تحفظ دیا اور ان کو گھر کی زینت بنایا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چار بیٹیوں کو پالا پوسا اور ان کی شادیاں کیں وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے دو انگلیاں قریب ہیں۔

یوں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ موقع بہ موقع ایسے لطائف اور واقعات سنا کر موجودہ زمانہ کے کسی نہ کسی مسئلہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے جو بڑا موثر ہوتا تھا۔

ہاں! تو بات شاہ جہاں کی ہورہی تھی۔ شاہ جہاں نے بیوی کی بات سن کر تالی بجائی۔ جو بادشاہ خدام کو بلانے کے لئے بجایا کرتے تھے۔ چنانچہ تالی کی آواز سنتے ہی ایک خادم حاضر خدمت ہوگیا اور آداب بجالایا۔ بادشاہ نے خادم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ مولوی سعد اللہ وزیر خزانہ کی کوٹھی پر جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ جس حال میں ہوں اسی حال میں ہمارے پاس پہنچیں۔ خادم مولوی صاحب کے ہاں حاضر ہوا اور بادشاہ کا پیغام پہنچایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ جس حال میں ہوں اسی حال میں پہنچوں۔ تو اگر میں تخت سے نیچے اتر آیا میں نے کپڑے بدلے تو یہ حال نہ رہا۔ دراصل اس وقت مولوی صاحب تخت پر بیٹھ کر دفتری کام کررہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا اس لئے کپڑے اتارے ہوئے تھے اور صرف ایک دھوتی

باندھی ہوئی تھی۔ سامنے شمع جل رہی تھی اور اس پر پروانے لڑ رہے تھے۔ چنانچہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنے ساتھ تین اور خدام کو بلا کر لاؤ۔ تاکہ تم چاروں میرے تخت کو اٹھا کر چل سکو۔

چنانچہ خادم گیا اور تین اور ساتھیوں کو بلا کر لایا۔ اس طرح ان چار خدام نے تخت کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور بادشاہ کے محل کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں بھی مولوی صاحب اپنے کام میں مصروف رہے۔ بادشاہ کے محل پر پہنچتے ہی اندر اطلاع دی گئی۔ چنانچہ بادشاہ اپنی ملکہ کو ساتھ لے کر محل کے جھروکے میں آیا اور اوپر سے ہی آواز دی کہ مولانا اس وقت رات کے کتنے بجے ہوں گے۔ مولوی سعد اللہ صاحب نے جواب دیا کہ رات کا ایک بجنے والا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا پھر اب تک سوئے کیوں نہیں؟۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ دراصل میں رات کو ہر گاؤں اور موضع کا پچھلے سال کا اور اس سال کے آبیانے کا موازنہ کرتا ہوں کہ کہیں کسی اہل کار نے کاشتکاروں پر ظلم تو نہیں کیا۔ چنانچہ آپ کا خادم میرے ہاں پہنچا ہے تو میں جس گاؤں کا حساب دیکھ رہا تھا اس کی میزان میں کافی فرق معلوم ہو رہا تھا۔ اس سال کی آمدنی پچھلے سال کی آمدنی سے زیادہ تھی۔ چنانچہ راستہ میں جب میں نے مزید اوراق کو پلٹا تو تفصیلات معلوم ہوئیں۔ دراصل اس علاقے کے اہل کار کے دفتر کا فرنیچر پرانا اور بوسیدہ ہو گیا تھا اس لئے اس اہل کار نے وہ پرانا فرنیچر نیلام کر کے جو رقم موصول ہوئی اسے سالانہ آبیانہ کی آمدن میں جمع کر دیا تھا۔ اس وجہ سے فرق ہو گیا تھا اور اب اللہ تعالیٰ کا شکر ہے میری تسلی ہو گئی ہے۔ مولوی صاحب کی بات سن کر بادشاہ ملکہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ دیکھا تم نے۔ جس کے وزیر محنتی' دیانت دار اور قابل ہوں وہ بادشاہ آرام کیوں نہ کرے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا انتخاب اتنا اچھا ہے اور میں نے چن چن کر ایسے لوگ اکٹھے کئے ہیں جو دن رات کام کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور میرے اعتماد پر پورے اترتے ہیں۔ صحیح لوگوں کا انتخاب ہی اصل کام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمہارے خاوند میں یہ خوبی موجود ہے۔ چنانچہ ملکہ بہت خوش ہوئی اور بادشاہ کی ذہانت کی داد دی اور بادشاہ نے خوش ہو کر مولوی صاحب کو بڑے اکرام کے ساتھ الوداع کیا۔

یہ واقعہ سنا کر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے فرمایا کہ مولوی سعد اللہ کوئی بڑے عالم نہ تھے بلکہ طالب علم نما ایک عام مولوی تھے مگر جب ان مولویوں پر اعتماد کیا جائے' اگر ان سے کام لیا جائے تو یہ بڑے کام کے لوگ ہیں۔ اس کے بعد حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ اب میں اسلام کے مزاج کی بات

کرتا ہوں۔ فرمایا کہ ملک فتح کرنا اور اپنی مملکت کو وسیع کرنا ہی صرف مقصد نہیں ہے بلکہ اسلام اور دین کا تقاضا یہ ہے کہ جس ملک کو فتح کیا جائے وہاں اپنے دین کا پرچار کیا جائے اور لوگوں کا تعلق ان کے خالق کے ساتھ جوڑا جائے۔ انصاف' عدل کا ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ لوگ خود بخود جوق در جوق دین کی طرف راغب ہوتے چلے جائیں۔ اسی لئے تو جنگ کے دوران بھی فرمایا گیا کہ میدان جنگ میں بھی میرا ذکر کرو بلکہ فرمایا کہ: " ذکراً کثیرا" یعنی تھوڑے ذکر سے کام نہ چلے گا بلکہ :" ذکراً کثیرا "یعنی زیادہ ذکر کرو گے تو بات بنے گی۔ اسی سے آپ جہاد کا اور عام جنگ کا فرق محسوس کرسکتے ہیں۔ چنانچہ اس وقت کے بادشاہوں کا یہ معمول ہوتا تھا کہ اپنے لاؤلشکر میں افواج کے ساتھ ساتھ علماء اور بزرگان دین کو بھی ہمراہ رکھتے تھے تاکہ جو علاقہ فتح ہو وہاں دین کی سربلندی کے لئے علماء اور مشائخ تبلیغ دین میں مصروف رہیں۔ اور جب تک یہ سلسلہ جاری رہا جوق در جوق لوگ اسلام میں داخل ہوتے رہے۔ چنانچہ صرف ایک اللہ والے نے یعنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے لاکھوں لوگوں کو کلمہ پڑھایا۔ جب تک حکمرانوں میں یہ جذبہ رہا خیر وبرکت کی فضا بنی رہی۔ لیکن جوں ہی بادشاہ اس طرف سے غافل ہوئے اور انہوں نے دین کے مزاج کے خلاف ہندو عورتوں سے شادیاں کیں اور ان سے رشتے قائم کئے جن کو اسلام نے کھلا دشمن کہا تھا پھر وہی نتیجہ نکلا جس سے قرآن نے آگاہ کیا تھا۔ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ اپنے محکوم لوگوں پر ظلم نہ کرو انہیں پورا انصاف دو مگر اپنوں اور پرائیوں میں ایک فرق ضرور رکھو یعنی شادی بیاہ اور لین دین صرف مسلمانوں میں کرو لیکن افسوس کہ بعد میں آنے والے مغل بادشاہ اس پر قائم نہ رہ سکے اور ہندو عورتیں رانی اور مہارانی بن کر مسلمانوں کے محلات میں گھس آئیں۔ اسلامی تشخص کی جگہ ہندو تہذیب نے لے لی۔ علماء کی جگہ شعراء اور موسیقار آگئے۔

اعلان

ماہنامہ لولاک کے جن قارئین کی سالانہ مدت خریداری ختم ہوچکی ہے ان حضرات کو زر سالانہ بھجوانے کے لئے دفتر لولاک سے خط ارسال کیا گیا ہے۔ مگر تاحال کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ اب دوبارہ درخواست ہے کہ اس دینی پرچہ اور عقیدہ ختم نبوت کے محافظ رسالہ سے تعاون فرماتے ہوئے زر سالانہ خریداری مبلغ =/100 روپے بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کر دیا!

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

قادیانی جماعت اپنی تحریر و تقریر میں عوام الناس بالخصوص قادیانیوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے دور میں دنیا میں آیا جب لوگ اسلام سے دور جا چکے تھے۔ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ زمانہ جاہلیت ایک بار پھر بنی نوع انسان کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا اور مسلمان کسی مسیحائی تلاش میں تھے۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی آیا تاکہ اصل اسلام کو پیش کر کے اسلام سے دور ہونے والے مسلمانوں کو ایک بار پھر اسلام کے قریب لا سکے اور غیر مسلموں کو اسلام کا اصل چہرہ پیش کر کے اسلام کے خلاف ان کی غلط فہمیوں کو دور کر سکے۔ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے اسلام پر حملوں کا دفاع کر سکے۔ مسلمانوں کی تربیت کر کے ان کو خدا کے قریب لا سکے تاکہ دنیا میں مسلمان ایک سچے مسلمان کی طرح رہ کر معاشرہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کو دور کر سکیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ توحید کا قیام یعنی لوگوں کو ایک خدا کی طرف لا کر دنیاوی بتوں کو توڑ دیا جائے۔

اب جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی دنیا میں آکر اپنی پوری کوشش کے ساتھ اپنے جوہر دکھا کر ایک جماعت کو وجود میں لایا۔ ایک سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد ان کے چار جانشین اسی جماعت میں اپنی پوری قوت و ہمت کے ساتھ اس کی تنظیم و ترقی میں اپنا کردار ادا کر چکے ہیں تو آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب ہوا؟۔ جو دعوے اس نے کئے تھے کیا وہ پورے ہوئے۔ اس نے جو کہا تھا کہ اب اسلام کی ترقی اس کے ذریعہ ہوگی اور دنیا میں بہترین اسلامی معاشرہ اب اس کے دم سے وجود میں آئے گا۔ کیا اس کا یہ دعویٰ سچ ثابت ہوا؟۔ ایک ایسا آدمی جو مدعی نبوت ہو تو اس کے تمام دعوے سچے ہوتے ہیں۔ اس کے دعاوی کو پرکھنے کے لئے دلائل و براہین کے ساتھ تجـ

"دیکھو اور انتظار کرو" کے فارمولے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں تو دلائل وبراہین کی ضرورت تھی مگر اب "دیکھو اور انتظار کرو" کے فارمولے کے مطابق پرکھا جائے گا کیونکہ وقت نے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کردیا ہے۔

ایک سائنس دان علم فلکیات کے متعلق دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے سال بعد فلاں وقت سورج گرہن ہوگا اور فلاں فلاں علاقے میں دیکھا جاسکے گا۔ اس کی وجہ سے دنیا کے فلاں فلاں علاقے میں طوفان آئیں گے، موسم تبدیل ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس سائنس دان کے دعویٰ کو لوگ اس کے علم اور تجربے کی بنیاد پر اہمیت دیں گے بعض کہیں گے کہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں یہ بڑا سائنس دان ہے۔ کچھ کہیں گے باتیں تو ٹھیک نظر آتی ہیں۔ کچھ کہیں گے ٹھیک ہے انتظار کرلیتے ہیں دیکھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ کتنا سچا ہے۔ اب اگر مذکورہ عرصہ گزرنے کے بعد وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوتی تو تینوں گروپ (سب لوگ) اسے ناکام قرار دیں گے۔ آیئے اب ایک جائزہ لیتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور اس کی خواہش کے مطابق قادیانیوں میں اسلامی روپیدا ہوچکی ہے۔ کیا خالص اسلامی معاشرہ وجود میں آچکا ہے؟۔ کیا قادیانی عبادات وصدقات میں "پرانے مسلمانوں" سے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں؟۔ کیا قادیانی اعمال صالح کے "حسین نمونہ" سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کررہے ہیں؟۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کامیاب ثابت کیا یا ناکام ثابت کیا۔ سب سے پہلے عبادات کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔

نماز

قرآن مجید میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیا گیا ہے۔ قادیانی جماعت بھی اس کو تسلیم کرتی ہے اور نماز کے متعلق تمام سربراہان جماعت نے خصوصی توجہ بھی دی ہے۔ تقریر و تحریر سے اس کی اہمیت کو واضح بھی کیا اور خاصا لٹریچر بھی اس کے متعلق تیار کیا۔ اب اگر قادیانی افراد کے عمل کو دیکھیں تو بالکل الٹ نتیجہ سامنے آتا ہے۔ قادیانی جماعت میں عملی طور پر نماز کی بالکل اہمیت نہیں ہے۔ میں ضلع جہلم، چکوال، راولپنڈی اور تحصیل گوجر خاں کی قادیانی جماعتوں کا نقشہ پیش کرسکتا ہوں۔ جو میرے ذاتی مشاہدے پر مبنی ہے بلکہ بہاول پور شہر کی جماعت کی نماز کے بارے میں حالت بیان کرسکتا ہوں۔ ان سب جماعتوں میں یہ

حالت ہے کہ اگر جمعہ کی نماز میں 50 افراد آتے ہیں (اس سے وہاں کی جماعت کی تعداد ظاہر کرنا مقصود ہے) تو صبح کی نماز میں 2' ظہر کی نماز میں 2' عصر کی نماز میں 3' مغرب کی نماز میں 8 اور عشاء کی نماز میں اوسطاً 5 افراد آئیں گے۔ مگر شہری اور دیہاتی جماعتوں کی حالت میں فرق بھی ہے۔ شہری جماعتوں میں فجر' ظہر' عصر کے وقت عبادت گاہیں ''تالے'' کی زیر نگرانی رہیں گی۔ مغرب اور عشاء میں دو تین افراد ہو سکتے ہیں۔ دیہاتی مجالس میں قدرے بہتر حالت ہو گی۔ مغرب کی نماز میں بچوں کی وجہ سے تعداد زیادہ ہو سکتی ہے۔

اس کے مقابل پر عام مسلمانوں میں نماز کی حالت قادیانیوں کی نسبت بہت ہی اچھی ہے۔ جنہیں ہدایت دینے والے حضور سرور کائنات ﷺ چودہ سو سال پہلے آئے تھے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ تمام مساجد پانچ وقت نمازیوں سے آباد رہتی ہیں۔ پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہے۔ نماز کے وقت کے قریب مسجدوں کے باہر بہت ایمان افروز نظارہ ہوتا ہے لوگ کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ رہے ہوتے ہیں اور مسجد میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔

اگر کسی شہر میں مختلف دفاتر میں قادیانیوں کی تعداد کو لیں تو ظہر اور عصر کی نماز ان میں سے ایک بھی نہیں پڑھے گا جبکہ عام مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہر دفتر میں باجماعت نماز ہو گی اور نماز کے وقت اکثر دفاتر خالی ہو جائیں گے۔ قادیانیوں کے خاص لوگوں کا بھی ذرا حال پڑھئے۔ اگر قادیانی جماعت کی کسی بھی تنظیم کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہو (میں نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے کردار کا عینی شاہد ہوں) بے شک ضلعی یا علاقائی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو (ظاہر ہے اس میں قادیانی جماعت کی کریم شامل ہو گی) عصر کی نماز کے بعد اجلاس شروع ہوا مغرب کی نماز کا وقت گزر گیا عشاء سے قبل اجلاس ختم ہوا۔ اگر تو اجلاس عبادت گاہ میں نہیں ہو رہا کسی کے گھر یا دفتر میں ہے تو یقینی بات ہے کہ اجلاس برخاست ہونے کے بعد تمام ممبران خاموشی سے گھروں کو چلے جائیں گے۔ نہ باجماعت نماز ہو گی اور نہ ہی فرداً فرداً پڑھیں گے۔ اور اگر یہ اجلاس عبادت گاہ میں ہو رہا ہے تو عین ممکن ہے نماز کھڑی ہونے پر کوئی ان کو ڈسٹرب کر دے کہ نماز شروع ہونے والی ہے آ جائیے۔ تو پھر ممبران بادل نخواستہ اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی ڈسٹرب نہیں کرتا تو اجلاس جاری رہے گا۔ اگر کوئی ممبر کہہ دے کہ نماز پڑھ لیتے ہیں تو فوراً جواب ملے گا کہ عشاء کے ساتھ ''جمع'' کر لیں گے۔ گویا عبادت گاہ میں بیٹھ کر بھی بروقت نماز نہیں پڑھیں

گے۔اب اگر اجلاس عشاء سے پہلے ختم ہو جاتا ہے تو ممبران بغیر نماز پڑھے چلے جائیں گے۔اگر عشاء کے قریب ختم ہوا ہے تو ممبران صرف تین فرض پڑھ کر مغرب کو ''فارغ'' کر دیں گے۔اور پھر عشاء کے چار فرض اور تین وتر ادا کر کے فارغ ہو جائیں گے۔یہ سودا ہر قادیانی کو منظور ہے۔ مغرب کو خود ''مس'' کر دیں گے یا عشاء کے ساتھ ملا کر (جمع کر کے) سنتوں اور نفلوں کو ''جھاڑ کر وزن'' کم کر لیں گے۔

جہاں تک ممبران عاملہ کے انفرادی کردار (نماز کے حوالے سے) کا تعلق ہے ان کے لیڈر' قائد نماز سے خاصے ''الرجک'' ہوتے ہیں۔ایسے قائد شہر و ضلع میں بھی دیکھے ہیں جو کبھی عبادت گاہ میں آتے بھی نہیں اور اگر افسران بالا تک یہ بات پہنچے بھی تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔گویا جماعت کی بالا قیادت بھی نماز کا نہ پڑھنا برا نہیں مانتی بلکہ بے نمازی کی حمایت کرتی ہے۔

قادیانی جماعت میں نماز جمع کرنے کا عام رواج ہے۔جو نہ صرف نمازوں میں عدم دلچسپی کا ثبوت ہے بلکہ نمازوں کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ایک قادیانی کسی دفتر میں ملازم ہے اولاً تو وہ ظہر' عصر' مغرب کی نماز پڑھے گا ہی نہیں اگر کسی کے کہنے پر ظہر اور عصر کی پڑھے گا تو یقیناً اور لازماً دونوں نمازوں کو جمع کرے گا اور یوں چار چار فرض پڑھ کر وہ اس ''بوجھ'' کو اتارے گا۔

قادیانیوں میں نماز کے التزام میں بھی مذاق ہی نظر آتا ہے۔نہ نمازوں میں باقاعدگی' نہ نمازوں کو بروقت ادا کرنے کی کوشش' نہ نمازوں میں سنتوں اور نفلوں کو ادا کرنے پر توجہ' نہ وضو کے بارے میں سنجیدہ۔سردی ہے تو چلتے چلتے دیوار پر ہاتھ مارا اور منہ پر پھیر کر تیمم کر لیا۔وضو کرتے وقت پاؤں پر جرابوں پر ہاتھ پھیر کر فارغ۔ تین دن تک یعنی 15 نمازوں تک مسلسل پاؤں دھوئے بغیر جرابوں پر مسح کرنا جائز سمجھتے ہیں۔اور خاص حالات میں سات دن تک۔ گویا وضو سے لے کر نماز کے اختتام تک سارا عمل ''فری سٹائل'' ہوگا۔

جبکہ عام مسلمان جن کی بے دینی اور بے عملی کے بارے میں قادیانی جماعت کا لٹریچر بھرا ہوا ہے۔ان کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر جتنی بھی سردی ہو کوٹ' سویٹر اور جرابیں اتاریں گے' ٹھنڈا پانی یا گرم پانی جو بھی دستیاب ہو اسی سے مکمل وضو کریں گے۔باجماعت نماز کے لئے رش کریں گے۔ باجماعت نماز ادا کر کے پوری سنتیں اور نوافل ادا کریں گے۔دفاتر میں ملازم افراد کی اکثریت ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے گی جمع نہیں کرے گی بلکہ تفریق رکھے گی۔

قادیانی جب باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو نماز کے بعد سنتیں پڑھنے کے فوراً بعد بھاگتے ہیں کسی بھی مرحلے پر دعا نہیں کی جاتی۔ جبکہ عام مسلمان نماز شروع کرنے کے بعد دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا' اس سے پہلے درود شریف کا ورد ہو گا پھر دعا شروع ہو گی۔ سنتوں کے بعد انفرادی دعا۔ بعد میں امام کی طرف سے اجتماعی دعا (بطور خاص جمعہ کے بعد) اور پھر ہر دعا میں امام کی طرف سے عام فہم دعائیں بلند آواز میں جن میں روزمرہ کی ضروریات' قومی اور ملکی مسائل' عالم اسلام کو درپیش مسائل اور غریبوں اور بیماروں کے لئے خصوصی دعائیں شامل ہوں گی۔ قادیانیوں میں ان باتوں کا تصور بھی نہیں۔ ضلع جہلم' چکوال' راولپنڈی' اسلام آباد اور بہاول پور کی مسلمان آبادی اپنے علاقوں میں موجود قادیانی جماعت کے بارے میں کسی بھی طرح یہ نہیں کہہ سکتی کہ قادیانی نمازوں میں بہتر ہیں۔ اور کوئی قادیانی جماعت اپنے قریب بسنے والے مسلمانوں کی نسبت اپنے آپ کو نمازوں میں بہتر ثابت نہیں کر سکتی۔

یہ ان دو گروپوں کا موزانہ تھا جن میں سے ایک کو گائیڈ کرنے والے یا تربیت کرنے والے چودہ سو سال پہلے آئے تھے۔ اور دوسرے کو گائیڈ' تربیت کرنے والا ایک سو سال پہلے آیا تھا۔ بلکہ ابھی "خلافت" (بقول قادیانی جماعت) قائم ہے بلکہ اس دوسرے گروپ کو دونوں راہبر ملے۔ چودہ سو سال پہلے گزرنے والے راہنمائی رہنمائی بھی ملی دوسرے عام مسلمانوں کی طرح اور بعد میں ایک سو سال سے مسلسل تربیت مل رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کی کتنی تربیت کر سکا' ان میں کتنا مذہبی جذبہ پیدا کر سکا یا ان کو خالص مسلمان اور مومن بنا سکا۔ فیصلہ خود کیجئے۔

روزہ

اسلامی عبادات میں ایک اور اہم عبادت روزہ ہے۔ جس کے بارے میں قرآن مجید میں بار بار حکم آیا ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں نماز کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت میں روزہ کے بارے میں کتنی بیداری پیدا کر سکا۔ قادیانی جماعت میں روزہ کے ساتھ "فری سٹائل" سلوک کیا جاتا ہے۔ قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں سے پیدل چل کر یا تانگے پر مرزا غلام

احمد قادیانی کے پاس آیا۔ روزہ رکھا ہوا تھا۔ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کھانے والی کوئی چیز منگوا کر روزہ کھلوادیا اور کہا کہ سفر میں روزہ رکھنا مناسب نہیں۔ اگر کسی کے کان میں درد یا دانت میں درد ہو تو روزہ کھلوادیا کہ بیماری میں روزہ جائز نہیں بلکہ بعض دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ روزہ کی حالت میں اگر فلاں تکلیف ہو (کوئی معمولی سی) تو کیا کرنا چاہئے تو کہا کہ سوال ہی غلط ہے۔ بیماری میں تو روزہ جائز ہی نہیں۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے کن حالات میں اور کس ماحول میں بات کی۔ کتنے سفر پر روزہ کی چھوٹ کا ذکر کیا۔ اس کو چھوڑیں دیکھتے ہیں کہ قادیانی جماعت اس وقت کس لائن پر ہے کیونکہ ابھی مرزا غلام احمد قادیانی کو مرے ہوئے سو سال کا عرصہ نہیں گزرا اور ان کے جانشین بطور "خلیفہ" ابھی موجود ہیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ اگر ایک قادیانی نے دن کے پچھلے پہر کوئی ایک گھنٹہ کا ہی سفر کرنا ہو جو ظاہر ہے آج کل پیدل یا تانگوں پر نہیں کیا جاتا بلکہ آرام دہ بسیں اور ویگنیں دستیاب ہیں تو وہ قادیانی صبح روزہ رکھے گا ہی نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ روزہ رکھ لو تو جواب ہوگا آج میں نے سفر کرنا ہے۔ وہ سفر بے شک جہلم سے گوجر خاں (ایک گھنٹہ) گوجر خاں سے راولپنڈی (ایک گھنٹہ) یا راولپنڈی سے چکوال (ڈیڑھ گھنٹہ) وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی قادیانی کو زکام کا اندیشہ ہو کہ دن کو زکام لگ سکتا ہے۔ آثار نظر آرہے ہیں تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ اگر جسم تھکاوٹ محسوس کر رہا ہے تو اب اندیشہ ہے کہ دن کو بخار ہو جائے لہذا روزہ چھوڑنے کا معقول بہانہ تیار ہے۔ اس بارے میں مرزا طاہر قادیانی نے متعدد بار اور قادیانی جماعت کے مربیوں نے بار بار جماعتی فلسفہ بتا چکے ہیں کہ جب خدا نے بیماری اور سفر میں روزہ کی چھوٹ دے رکھی ہے تو اب روزہ رکھ کر خدا کو زبردستی راضی کرنے والی بات ہوئی۔ جو مناسب نہیں یا پھر روزہ رکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں دیکھو ہم نے سفر میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا یا بیماری میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا۔ اس فلسفے پر تو زور ہے مگر اس بات پر زور نہیں کہ آج جو روزہ چھوڑ رہے ہو کل سفر کی یا بیماری کی حالت ختم ہونے کی صورت میں ان روزوں کی تعداد پوری بھی کرنی ہوگی۔ لہذا قادیانی صرف روزہ چھوڑتے ہیں بعد میں رکھتے نہیں۔ اگر قادیانی جماعت بعد میں روزہ رکھنے پر پابند کرے تو کوئی قادیانی روزہ چھوڑے ہی نہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ کسی بستی میں بسنے والے بالغ قادیانی مرد و زن میں سے کم از کم 50 فیصد بے روزہ ضرور ہوں گے باقی 50 فیصد روزہ دار صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں ورنہ یوں قادیانی روزہ کے

ساتھ کھلا مذاق کرتے ہیں۔اس کے مقابل پر عام مسلمان روزہ کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ چھوٹا بڑا روزے کی پابندی کرے گا اور بالغ افراد کی کم از کم 90 فیصد تعداد روزہ رکھے گی۔ 10 فیصد بے روزہ صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں ایک مسلمان 8 گھنٹے کے سفر پر بھی ہو تو وہ روزہ رکھے گا وہ جانتا ہے کہ آج کا 10 گھنٹے کا سفر 1400 سال قبل کے ایک گھنٹہ کے سفر کی شدت سے بھی کم شدت رکھتا ہے۔

ٹرینوں میں سفر کرنے والے مسافروں کی اکثریت لمبے سفر پر جا رہی ہوتی ہے مگر ان میں سے اکثریت نے روزہ رکھا ہوتا ہے یہ سارے مسلمان ہی تو ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی قادیانی ہوگا تو لازماً بے روزہ ہوگا۔ اگر اس نے روزہ رکھا ہوا ہے تو وہ قادیانی نہیں کیونکہ اس نے اپنے امام کی بات نہیں مانی اور سفر پر روزہ رکھ لیا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ 1981ء تا 1983ء جب میں لاہور میں ایم ایس سی کے دوران احمدیہ ہوسٹل (دارالحمد A-134 مسلم ٹاؤن) میں رہتا تھا تو رمضان میں اس احمدیہ ہوسٹل میں دن کے وقت باقاعدہ کھانا پکتا تھا اور بے روزہ قادیانی باقاعدہ ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس وقت مجھے اس سے خاصی تکلیف ہوتی جب یونیورسٹی کے ہاسٹل کے کچن تمام دن بند ہونے کی وجہ سے کچھ ایسے مسلمان طلبہ جو کسی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے یا مذہب سے دوری کی وجہ سے بے روزہ ہوتے اور انہیں باہر کسی ہوٹل سے بھی کھانا نہ ملتا تو وہ احمدیہ ہوسٹل میں اپنے کسی قادیانی دوست کے ذریعہ آجاتے اور یہاں سے کھانا کھاتے۔ لطف کی بات یہ کہ اس ہوسٹل میں کک مسلمان ہے اور وہ روزے سے ہوتا اور قادیانی طلبا کو کھانا پکا کر دیتا۔ مزید لطف کی بات یہ کہ ان بے روزہ قادیانیوں کی اکثریت چناب نگر (سابقہ ربوہ) سے تعلق رکھتی تھی جو قادیانیوں کا مرکز تھا۔ یہ تھی صورتحال ایسے افراد کی جن کو تربیت دینے کا باقاعدہ انتظام موجود ہے اور ان کے مصلح کو گزرے ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے بلکہ ابھی تسلسل جاری ہے۔ جبکہ دوسری طرف مسلمان عوام جن کا مصلح گزرے 1400 سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ قادیانیوں نے اپنے عمل سے اپنے مصلح کو کیا ثابت کیا۔ کامیاب یا ناکام؟۔

زکوٰۃ

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں چوتھے نمبر پر زکوٰۃ آتا ہے۔ یہ ایک اسلامی لازمی چندہ ہے اس کی ادائیگی لازمی ہے اسلام کے آغاز میں خلفاء نے اس کی وصولی کے لئے باقاعدہ سختی کی ہے جو ایک ریکارڈ ہے

آیئے دیکھتے ہیں کہ قادیانی اس کو کس طرح سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا اہتمام کرتے ہیں۔

قادیانیوں میں مالی قربانی پر بہت زور دیا جاتا ہے اور قادیانی جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتی ہے مگر اس میں زکوٰۃ شامل نہیں۔ ہر قادیانی پر کئی قسم کے چندے واجب ہیں جن کی ادائیگی اس کے لئے ہر حال میں ضروری ہے۔ ورنہ اس کے کھاتے میں بطور بقایا جمع ہوتے ہو جائیں گے جو مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وہ چندہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مثلاً ہر بالغ فرد پر چندہ عام' جلسہ سالانہ' تحریک جدید اور وقف جدید جیسے چندے دینے واجب ہیں۔ چندہ عام ملازم پیشہ پر 6.25 فیصد کے حساب سے لاگو ہے مگر آہستہ آہستہ بے روزگاروں پر بھی اس دلیل کے ساتھ لاگو ہو گیا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ کے معمولات کو جاری رکھنے کے لئے جیب خرچ کسی نہ کسی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ لہذا جیب خرچ بھی ایک آمد ہے۔ لہذا چندہ لاگو۔ واضح رہے کہ ہر سال جولائی میں بجٹ تیار ہوتا ہے اس کے لئے باقاعدہ ہر فرد سے اس کی ماہوار آمد بھی پوچھی جاتی ہے۔ پھر اس آمد پر فیصد کا فارمولا لگا کر ماہوار اور سالانہ چندہ بنایا جاتا ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ ہر فرد پر ماہوار آمد کے 10 فیصد حصہ کو بطور سالانہ چندہ کے وصول کیا جاتا ہے۔ تحریک جدید ایک نفلی چندہ تھا مگر اب پیار سے سب کو گھیر لیا گیا ہے۔ اب اس میں ہر مرد' عورت' بچہ' بوڑھا شامل کر لیا گیا ہے۔ وقف جدید بھی نفلی چندہ کے طور پر سامنے آیا۔ 70 فیصد قادیانی مرد و زن اس کی لپیٹ میں آ چکے ہیں۔ ان سب چندوں کے لئے مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں ہر مجلس میں چندہ کی وصولی اور چندہ کو مرکز میں پہنچانا یقینی بناتے ہیں۔ باقاعدہ کھاتہ جات چیک ہوتے ہیں۔ ان چندوں کے علاوہ ذیلی تنظیموں کے چندے بھی ہیں۔ مذکورہ بالا لازمی چندوں میں زکوٰۃ بالکل شامل نہیں نہ ہی کبھی جماعتی عہدیدار' مربی یا خلیفہ کی طرف سے زکوٰۃ کے لئے کہا گیا ہے۔ نہ زکوٰۃ کا کوئی انسپکٹر مرکز سے آتا ہے۔ نہ ہی اس کے کھاتے چیک ہوتے ہیں نہ ہی لازمی مد ہے اور نہ ہی نفلی۔ لہذا زکوٰۃ قادیانی جماعت میں مکمل طور پر نظر انداز کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے پرانے رجسٹروں میں ایک دفعہ غلطی سے زکوٰۃ کا لفظ شامل کیا گیا۔ وہ صرف دیکھنے کے لئے ہے۔ پچھلے پانچ سال کے اگر کھاتے چیک کئے جائیں تو سارے کھاتے خال نظر آئیں گے۔

دوسری طرف مسلمان ابھی تک زکوٰۃ دے رہے ہیں۔ یعنی 1400 سال گزرنے کے باوجود یہ ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں 6/4 ارب روپیہ بطور زکوٰۃ جمع ہونے والا مسلمان ہی ادا کرتے ہیں۔ دیگر اسلامی

ممالک میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان ہی ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے بنیادی ستون زکوٰۃ کے بارے میں جماعت کو کتنا ٹرینڈ کر سکا یا جماعت نے اپنے عمل سے کیا ثابت کیا فیصلہ خود کیجئے۔

حج

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں ایک رکن حج ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے 1889ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس کے بعد وہ 19 سال زندہ رہا مگر ایک حج نہ کیا۔ مان لیا کہ اس کے مالی حالات ایسے نہ ہوں گے کہ وہ حج کر سکتا۔ لیکن وہ قادیانی جماعت کو اس سلسلہ میں کیا ہدایت کر گیا۔ کیا حج قادیانیوں کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے۔ صورتحال یہ ہے کہ اس وقت کا ایک نوجوان قادیانی (18 سالہ) حج کو قادیانیوں کے لئے ضروری نہیں سمجھتا بلکہ وہ اسے غیر قادیانیوں (مسلمانوں) کے لئے مخصوص جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قادیانی حج نہیں کرتے بلکہ جلسہ سالانہ پر ربوہ قادیان یا لندن جاتے ہیں۔ نہ ہی مرزا طاہر (قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ) نے حج کی فضیلت یا مناسک حج کے بارے میں کبھی خطبہ دیا ہے۔ البتہ جلسہ سالانہ کے ایک ایک پہلو کے بارے میں تفصیلی خطبات ہوتے رہتے ہیں نہ ہی مربیوں نے اس سلسلہ میں قادیانی جماعت کو کچھ بتایا ہے۔

1974ء میں پاکستان میں قادیانیوں کے لئے حج پر جانے پر پابندی لگ گئی جبکہ پاکستان بننے سے لے کر 1974ء تک 27 سالوں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے بڑی مالی ترقی کی۔ جائیدادوں اور دولت کے انبار لگ گئے۔ ہر شہزادے کے نام کئی کئی مربعے زمین آگئی۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں کوٹھیاں بنگلے تعمیر ہوئے' پیسے کی ریل پیل ہو گئی مگر کتنے شہزادے ہیں جنہوں نے حج کیا؟۔ جواب مایوس کن۔ قادیانی جماعت کے کتنے مخلص قادیانی ہیں جنہوں نے حج کئے؟۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی فیملی سے تعلق رکھنے والے تین سربراہان جماعت میں سے کتنے ہیں جنہوں نے حج کئے؟۔ عام قادیانیوں میں سے چند ایک نے جو باہر تھے کسی دوسرے ملک سے دوستوں کے ساتھ چلے گئے اور حج کر لیا۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ 1400 سال گزرنے کے باوجود حج کے موقع پر 20 لاکھ سے زائد مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں۔ ان میں ایک فیصد بھی قادیانی نہیں ہوتے۔ بلکہ 20 لاکھ میں 20 قادیانی بھی نہیں ہوتے۔ یہ ضرور ہے کہ جب سے پابندی لگی ہے چند قادیانیوں نے صرف حج نہ کرنے کے

الزام سے بچنے کے لئے خفیہ طور پر حج کیا ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے قادیانی ہیں جو نہ صرف خود حج کر سکتے ہیں بلکہ اپنے بزرگوں کو بھی حج کروا سکتے ہیں مگر وہ کیوں کریں کیونکہ ان کے نصاب یا دین میں حج شامل ہی نہیں۔

جب سے مرزا طاہر قادیانی انگلینڈ گیا ہے ضلع جہلم سے کئی درجن افراد جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لندن جا چکے ہیں۔ کئی درجن باقاعدہ ویزے لے کر قادیان (ہندوستان) جلسہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ حالانکہ سرکاری ملازم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر بیرون ملک سفر نہیں کر سکتا مگر قادیانی سرکاری ملازم جلسہ سالانہ میں شمولیت اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بغیر کسی اجازت کے تمام پابندیوں کو توڑ کر نہ صرف انگلینڈ جاتے ہیں بلکہ ہندوستان بھی چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر ان کو پابندیاں نہیں روکتیں۔

یہ کیا ہوا مسلمانوں سے قادیانی ہونے والے اصل اسلام سے بھی گئے۔ اور ایک خاص دینی فریضہ نظر انداز کر گئے۔ کیونکہ قادیانیوں کی کم از کم 95 فیصد تعداد مسلمانوں سے قادیانی ہوئی ہے۔ وہ مذہبی اور دینی لحاظ سے پہلے سے بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے بھی کمزور ہو گئے۔ قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا ثابت کیا فیصلہ خود کیجئے۔

قادیانیوں کی اخلاقی حالت

آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کا کیا پھل ملا۔ دینی لحاظ سے تو مسلمانوں سے قادیانی ہونے والوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ نہ نماز' نہ روزہ' نہ حج' نہ زکوٰۃ۔ اب دیکھتے ہیں کہ اخلاقی لحاظ سے کیسا معاشرہ وجود میں آیا۔ عام تاثر یہ ہے کہ قادیانی بڑے شریف' بھلے مانس' ڈیوٹی کے پابند اور اچھے اخلاق کے لوگ ہوتے ہیں۔ حقیقت کیا ہے؟۔ آگے پڑھئے۔ صورتحال یہ ہے کہ ہر شہر میں ہر محلے میں اور ہر محکمہ میں قادیانیوں کی آبادی یا تعداد اتنی کم ہے کہ خاصی مشکل سے تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اپنی اس کم مائیگی کو وہ شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ لہذا جہاں ہیں وہاں پر سانس کھینچے گزارہ کر رہے ہیں۔ 1974ء کے بعد سے ان کا گراف مسلسل نیچے جا رہا ہے اور وہ عام مسلمانوں میں گھل مل کر رہنے کے قابل نہیں رہے۔ ایک طرف مسلمانوں نے اپنی ذہنی بیداری کی وجہ سے ان کو ایک طرف کر دیا ہے تو دوسری طرف ان کی اپنی جماعت نے ان کو مسلمانوں سے الگ کرنے کی جہد مسلسل سے اب انہیں

آزادی سے جینے کے حقوق سے بھی عاری کر دیا ہے۔ ان کو اتنا معصب بنا دیا گیا ہے کہ وہ عام مسلمانوں سے عام تعلقات رکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ نہ کسی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں' نہ کسی کی فاتحہ خوانی' نہ کسی کی قل خوانی میں اور نہ ہی کسی کے چالیسویں میں۔ لہذا جب کسی کی غمی میں شامل نہ ہوں گے تو وہ بھی پھر آپ کو اپنے پاس بیٹھنے نہ دیں گے۔ خوشی میں شامل نہ ہونا اتنا قابل اعتراض نہیں جتنا کہ غمی میں شمولیت نہ کرنا۔

اب قادیانی جس علاقے میں رہ رہے ہیں۔ وہ کسی سے اونچا بھی نہیں بولیں گے اور جس دفتر میں کام کر رہے ہیں ان سے بھی ڈرے ڈرے سے رہیں گے۔ لہذا اسی کم مائیگی اور احساس کمتری سے وہ سر نیچے کر کے چلتے ہیں اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ نظر نیچے کر کے چلنے والے کتنے شریف لوگ ہیں۔ جو ایک کھلا کھلا دھوکہ ہے۔ قادیانیوں کی اصل شرافت دیکھنی ہے تو کسی ایسے دیہات میں دیکھیں جہاں ان کی تعداد نمایاں ہو۔ یا نصف سے زیادہ ہو تو قادیانیوں کے بارے میں تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ ڈانگ مار' پھڈے باز' مقدمے باز' جعلساز' غاصب' ظالم اور اخلاقی بے راہ روی میں قادیانی عام مسلمانوں سے نمایاں مقام رکھتے ہوں گے۔

ضلع جہلم میں سب سے بڑا جعلساز' جعلی ڈگریاں اور امتحانات میں جعلسازی کا ماہر ایک قادیانی ہے۔ اسے قادیانی جماعت کی بھرپور سپورٹ حاصل ہے۔ شراب کا کاروبار وغیرہ پر بھی ان کی دسترس ہے۔ ایک مقدمے باز قادیانی خاندان جس نے عرصے سے مسلمانوں کی زمینیں دبا رکھی ہیں اور کچھ ابھی چھوڑی ہیں اپنی آبادی میں پھڈے باز اور غاصب مشہور ہے۔ اپنے ساتھ پوری جماعتی سپورٹ رکھتا ہے بلکہ قادیانی جماعت کا موقف ہے کہ اس کی سپورٹ ضروری ہے تاکہ علاقے میں اسی کا رعب رہے جو کہ قادیانی جماعت کے لئے ضروری ہے۔

اس وقت ہزاروں قادیانی یورپ' کنیڈا' امریکہ میں سیاسی پناہ لئے ہوئے ہیں۔ اور کچھ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں۔ ان میں سے 98 فیصد نے جعلی دستاویزات اور جعلی کیسوں کی بنیاد پر باہر سیاسی پناہ لے رکھی ہے (دو فیصد کی گنجائش احتیاطاً رکھ لی ہے) اتنی جعلسازی تو بے دین اور مذہب سے دور بھگوڑے ہوئے مسلمانوں میں بھی نہیں۔ جتنی خالص اور کٹر قادیانیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس جعلسازی میں قادیانی جماعت پوری سپورٹ کرتی ہے۔ ان کا امیر جماعت ہو یا مربی ایسے جھوٹے کیس تیار کرنے' کروانے میں پوری مدد

کرتے ہیں بلکہ جب ایک قادیانی باہر کسی ملک میں چلا جاتا ہے تو وہاں پر موجود قادیانی مبلغ اس کی مدد کر کے سیٹ کرواتے ہیں۔ گویا جعلسازی کو باقاعدہ قبول کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ارادہ لے کر آیا تھا قادیانیوں نے اپنے عمل سے اسے ناکام ثابت کر دیا ہے۔ اب جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آئے ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ عالم اسلام میں قادیانیوں کا کوئی نمایاں مقام نہیں بن سکا بلکہ آہستہ آہستہ یہ یورپ کے زیر نگیں ہوتے جا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب ہندوستان' پاکستان سے قادیانی مالی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے جعلی کاغذات کی بنا پر یورپ شفٹ ہو جائیں گے اور باقی جو رہ گئے وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ مذہب کا چارم ختم ہو جائے گا۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی کہہ دے کہ ابھی قادیانیوں کو موقع نہیں ملا کہ وہ کسی ملک میں اپنی مرضی سے معاشرہ قائم کر سکیں تو عرض ہے کہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کا شہر ایک لیبارٹری ٹیسٹ تھا اسے قادیانی جماعت نے خود ڈیزائن کیا اور اپنی مرضی سے ڈویلپ کیا۔ 95 فیصد آبادی قادیانیوں کی بن گئی۔ خالص اور کٹر قادیانی آہستہ آہستہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) شفٹ ہوتے گئے ریل اور سڑک کی سہولت نے آبادی کو اور بڑھا دیا۔ جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کی وجہ سے بھی دوسرے شہروں کی قادیانی آبادی چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی طرف مائل ہوتی گئی۔ اپنے سکول کالج اور یونیورسٹی ہونے اور ہر قسم کی تربیتی آزادی کے باوجود وہاں کوئی مثالی معاشرہ پیدا نہ ہو سکا۔ بلکہ اخلاقی لحاظ سے گراف عام شہروں کی نسبت نیچے کی طرف رہا۔ آج بھی اگر کسی جگہ چناب نگر (سابقہ ربوہ سے باہر) کل قادیانیوں کا موازنہ کریں تو چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے علاوہ دوسرے شہروں کے قادیانیوں کی 90 فیصد آبادی شرافت کے جس معیار پر پورا اترے گی۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی 40 فیصد سے بھی کم تعداد اس معیار تک پہنچ سکے گی۔

چوری' ڈاکے' لڑائی جھگڑے اور مقدمے بازی اور دیگر معاشرتی برائیوں میں بھی دوسرے شہروں کی نسبت کوئی نمایاں فرق نہیں ہے جبکہ اس وقت دنیا کے بہت سے اسلامی ممالک میں چوری ڈاکے' لڑائی جھگڑے سے پاک مثالی معاشرہ اور ماحول آج بھی موجود ہے۔

لیکن قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کر دیا اور دنیا پر اپنے کردار اور عمل سے واضح کر دیا کہ دیکھو مرزا غلام احمد قادیانی ناکام و نامراد لوٹ چکا ہے۔

یوسف ثانی کی کامیاب ترین

اور دوہری شہادت

مولانا قاضی عبدالکریم

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ماہنامہ بینات کراچی کے مدیر محترم اور نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں پوری زندگی بے لوث محنتوں کا جو شایان شان صلہ رب کریم نے ان کو عطا فرمایا دوہری شہادت سے نوازا۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کی اور ان کے ڈرائیور کی اس عجیب و غریب شہادت پر بیساختہ ان کی پاک روح کو ان الفاظ سے مبارک باد دینے کو دل چاہتا ہے:

ای خوش آں عاشق سرمست کہ درپائے حبیب ﷺ

جان واولاد نداند کہ کدام اندازد

جاذبہ عشق محمدی سے سرشار اس عاشق سرمست نے تاج و تخت ختم نبوت پر قربان ہوتے ہوئے کچھ ایسا عجیب و غریب ایمان افروز منظر پیش کیا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی شان محبوبیت کی جھلک دیکھتے ہوئے اپنا سر پیش کردیا۔ کیا ان کی زبان حق ترجمان سے اس وقت بے اختیار یہ نہیں نکلا ہوگا کہ:

ان ابی ووالدتی وعرضی

لعرض محمد منکم وقاء

میں سمجھتا ہوں کہ آج کے زمین و آسمان نے ہی چودہ سو سال گزرنے کے باوجود فدائیت رسول اللہ ﷺ کا یہ منظر دیکھ کر یہ کہہ دیا ہوگا کہ:

ما اشبه اليوم بلبارحة

اور:

ہنوز آں ابر رحمت درفشان است
خم وخم خانہ بمہرو نشان است

میرے یقین میں تو یوسف ثانیؒ کو سب سے بڑی خوشی اور سب سے بڑا ناز اس پر ہوگا کہ وہ اور اس کی جماعت اس کا ماہنامہ اور اس کا جامعہ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن عامۃ المسلمین کی حمایت سے آج کے مایوس کن حالات میں بھی توہین رسالت کے قانون میں ترمیم اور اس سے بھی زیادہ خطرناک طریق کار میں تبدیلی کا کٹھن ترین مورچہ مکمل اور واضح طور پر سر کرتے ہوئے بارگاہ ختم المرسلین ﷺ میں پیش ہو کر بصد عزوناز اور بہزار مسرت ومباہات یہ عرض کر دیا ہوگا کہ:

قیمت خود ہر دو عالم گفتہ،
نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز

تاریخ کی دھرائی

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ سب کو یاد ہوگا کہ شیخ بنوریؒ نے بھی اس وقت ہسپتال میں جام شہادت نوش فرمایا جبکہ امت مسلمہ کی صد سالہ قربانیوں کا میٹھا پھل اور شراباً طہوراً کا بھرا پیالہ اس صورت میں عامۃ المسلمین کو پلادیا تھا کہ پاکستان کی بھری اسمبلی میں کذاب' دجال' مرتد' مرزا غلام احمد قادیانی کی امت مرتدہ کو واضح اور صاف الفاظ میں کافر تسلیم کرادینے کا ڈھنڈورا چار وانگ عالم میں پٹوادیا تھا: "والحمدللّٰہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً کثیرا۔" اور یہی سنت اللہ ہے جس کی طرف: "اذا جاء نصراللّٰہ والفتح...... فسبح بحمدہ ربک" تک میں اشارہ فرمادیا گیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ

حضرت بنوریؒ کے شیخ معظم علامہ انور شاہ کشمیریؒ کو سارقان ختم نبوت کے تعاقب میں جو ایمانی جذبہ حق تعالیٰ کی جانب سے عطا فرمایا گیا تھا مولانا محمد صاحب انوریؒ کا بیان ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کو ہی وصیت فرمائی تھی کہ قادیانیوں کے خلاف اس وقت جو مقدمہ بہاول پور میں چل رہا ہے اور اسلام کی وکالت رب رحیم وکریم کے فضل وکرم سے دارالعلوم دیوبند کے اس لائق فرزند کے حصہ میں آئی تھی۔ اگر یہ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہو جائے تو دیوبند آکر میری قبر پر بہ آواز بلند مجھے مبارک باد

پہنچادیں۔ یہ ہے دیوبند کی اصلی تصویر۔ جسے دور حاضر کے عقل پرست اور حیات انبیاء کے منکرین دیوبندیت کی آڑ میں مسخ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

تاج و تخت ختم نبوت کا سنگین مورچہ

اسلامی تاریخ سے واقف طالب علم جانتے ہیں کہ عہد نبوی میں اسلام کے تمام غزوات و سرایا میں شہداء اسلام کی کل تعداد کم و بیش ۲۵۹ سے زیادہ نہیں لیکن ختم نبوت کے تحفظ کے لئے مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ جام شہادت نوش فرما کر کامیاب ہوئے۔ بہر حال اس مورچہ کی سنگینی جتنی زیادہ ہے دفاع کے لحاظ سے مسلمانوں کی ذمہ داری بھی اتنی ہی زیادہ ہے۔ خوش نصیب ہے ہر وہ مجاہد جس محاذ پر بھی اسلام کے دفاع میں جان و مال اور عزت کی قربانی دے رہا ہے۔ مگر ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنا اس لئے بھی مشکل ترین ہو رہا ہے کہ غلبہ اسلام کے بعد جو عالم اسباب میں خلفاء راشدینؓ کے عہد مبارک میں ظاہر ہوا۔ دشمن نے پینترا بدلا اور منافقین کی ڈالی ہوئی بنیاد مسجد ضرار کی صورت پر مخالفت کا طریقہ اپنانا شروع کر دیا۔ کھلے مقابلہ سے عاجز آگئے اور پس پردہ لڑنے لگے۔ اس دام ہم رنگ سے بچ کر نکلنا آسان نہیں۔ ان دوست دشمن کا امتیاز مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا۔ اس ناکارہ سے اس عظیم شہیدؒ نے اس وقت سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع فرمایا تھا جبکہ آپ کا مستقل قیام ماموں کانجن میں تھا اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن کا خوب خوب تعاقب فرما رہے تھے۔ شیخ بنوریؒ کی عقابی نظر آپ پر پڑی تو اپنے پاس ہی بلا لیا۔ بینات کی ذمہ داری جیسا کہ اس عظیم شہیدؒ نے خود بینات میں شائع فرمادیا تھا۔ شیخ بنوریؒ نے اپنی زندگی میں آپ کے سپرد کر دی تھی اور بینات شاہد عدل ہے کہ آپ نے بفضل اللہ کرمہٗ شیخ بنوریؒ کے حسن ظن کو پوری طرح سچا کر دکھایا۔ یاد پڑتا ہے کہ بینات ہی کے ایک مضمون کی ابتداء متعدد فتنوں کی یلغار میں آپ نے اس درد انگیز انقلابی شعر سے فرمائی تھی:

صرف نغمہ ہی نہیں لے بھی بدلنی ہوگی
باغبانوں نے سنا ہے کہ چمن بیچ دیا

پاک گلستان کے باغبانوں نے چمن بیچ دینے کا دھندہ تو علیٰ فرق المراتب باقی ہی رہنے دیا ہے اور اس لئے بعض اخباری بیانات کے مطابق یہ قرضے اب کھربوں تک پہنچ گئے ہیں۔ خدا دشمن کو توفیق نہ دے ورنہ اسے جب بھی موقع ملا، ملک کے ایک ایک فرد کو جہاں جہاں چاہے گا بیچ دے گا اور اسی لئے اب بھی

جدھر چاہتا ہے ملک کا رخ ادھر ہی پھیر دیتا ہے۔

سوچنا یہ ہے کہ اس عظیم الشان دوہری شخصیت پانے والے سعید الملک کے ساتھیوں بزرگوں اور شریک کار دوستوں نے آپ کا یہ اہم ترین مشورہ کہاں تک قبول کیا۔ کیا انہوں نے نغمہ اور لے دونوں کو بدلنے پر غور کرنے کی زحمت گوارہ فرمائی ہے۔ نتائج کی زبان تو اس کے جواب میں خاموش ہی معلوم ہوتی ہے۔ کیا خدانا کردہ حضرت شہیدؒ یہ حسرت قبر تک تو ساتھ نہیں لے گئے۔ خدا کرے امت مسلمہ کے حکمران ہوں یا محکموں کے سرغنے اور قائدین' اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں مار آستین قسم کے دشمنوں کو اپنے پہلو میں جگہ نہ دیں خدائے قہار و جبار کے واضح اعلان: " لا تتخذوا بطانته من دونکم ." کے مطابق کسی غیر مسلم کو کسی جگہ بھی اپنا بھیدی بنانے کے جرم عظیم سے توبۃ النصوح فرمالیں تو امت کو ہر شش ماہی پر موجودہ نادیدنی نہ دیکھنی پڑے۔ راعی اور رعیت احکام خداوندی سے کھلی بغاوت کے باوجود نصرت الٰہیہ کی امید رکھیں۔ یہ تو ایک معمہ ہے۔ سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ اس عظیم پریشانی میں ان اشارات سے زیادہ کہنا بہت مشکل ہے۔ درحقیقت علمائے لدھیانہ نے جس دشمن اسلام پر پہلا تیر پھینکا تھا مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اس میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔

تعزیت کے مستحق

آپ کی شاندار رحلت اور سرخرو شہادت سے جو خلا پیدا ہوگیا ہے اس کا دلی صدمہ تو ہر اس مسلمان نے یقیناً بڑی شدت سے محسوس کیا ہوگا۔ جس کا ختم نبوت پر سچا ایمان ہے اس لئے کرۂ ارض کا ہر مسلمان اس صدمہ پر تعزیت کا پورا پورا مستحق ہے۔ بالخصوص وہ علماء اور وہ دینی اور مذہبی ادارے جو اس اہم دینی اور مذہبی فرض کو ادا کرنے میں کسی غیر پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے انتھک کوشش کر رہے ہیں اور بے حد جانی و مالی قربانی کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ یہ حضرات بالخصوص اس عظیم صدمہ پر تعزیت کے حق دار ہیں۔ یہ عظیم شہیدؒ چونکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور تقریباً تمام ذمہ داریوں کو بوجہ احسن نبھانے والے مرد آہن تھے۔ اس لئے شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور اپنے مخدوم زادہ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا و دیگر ذمہ داران مجلس اور حضرت کی تمام اولاد احفاد اپنی دانست میں تمام مسلمانوں کی جانب سے اس عظیم صدمہ پر سب سے زیادہ تعزیت کا حق رکھتے ہیں۔ نجم المدارس کلاچی میں حسب معمول حضرات الشہیدین کے لئے طلباء و اساتذہ اور تمام

مرزا غلام احمد قادیانی مسیح نہ موعود

مولانا مفتی محمد ایوب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں۔ قرآن مجید نے جن جن انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ساتھ لمبی بحث کی ہے ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس ہستی بھی شامل ہے۔ قرآن کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات وواقعات کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور ان کی حیات طیبہ کے دیباچہ کے طور پر ان کے خاندان کا تذکرہ بھی فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی صاحبہ حضرت حنہ کا ذکر' ان کی نذر کا بیان' والدہ محترمہ حضرت مریم علیہا السلام کی پیدائش' ان کا نام' ان کی تربیت کا مفصل حال' پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بطن مادر میں آنا' اس کے بعد ان کی ولادت' پھر بچے کو اپنے خاندان میں لے کر آنا' اول ولادت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بطور معجزہ کے گویائی عطا ہونا' جوان ہو کر قوم کو دعوت دینا' قوم کی مخالفت' حواریوں کی امداد' یہودیوں کا نرغہ' عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا وغیرہ۔ ان سارے حالات وواقعات کو تفصیلاً بیان فرمایا۔ ان تمام حالات وواقعات کے یہ چند اوراق اس کے متحمل نہیں۔ البتہ جو جو باتیں ضروری سمجھی گئیں ان کو مختصراً بطور تمہید کے ذکر کیا جائے گا۔

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کئی نام مبارک مذکور ہیں۔ کسی جگہ عیسیٰ علیہ السلام' کسی جگہ مسیح علیہ السلام' کسی مقام پر کنیت ابن مریم اور کسی جگہ لقب عبداللہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے معجزانہ طور پر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔ اسی واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بجائے باپ کے ماں کی طرف کی جاتی ہے۔ یعنی ابن مریم کہا جاتا ہے۔

اس معجزانہ طور پر ولادت کو اللہ پاک نے یوں بیان فرمایا:

"ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم • سورۃ آل عمران آیت نمبر ۵۹" ترجمہ:

بے شک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک ایسے ہے جیسے مثال آدم کی۔﴾

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ایسی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ مختصر سی جماعت ان پر ایمان لے آئی جو حوارین کہلاتے ہیں۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طرح طرح سے ستایا۔ آخر کار ان کے قتل کا منظم منصوبہ بنایا۔ مکمل تیاری کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس گھر میں تشریف فرما تھے اس کو گھیر لیا۔ پہلے ایک آدمی اس گھر کے اندر داخل ہوا۔ حق تعالیٰ نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا اور اسی شخص کی صورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت کے مشابہ کر دی۔ جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ اس کا چہرہ تو مسیح علیہ السلام کے چہرہ کے مشابہ ہے باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے کہا کہ اگر مقتول مسیح علیہ السلام ہے تو ہمارا آدمی کہاں گیا اور اگر ہمارا آدمی ہے تو مسیح علیہ السلام کہاں ہے؟۔ اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا۔ علم کسی کو بھی نہیں۔ حق تعالیٰ شانہ اسی کو ارشاد فرماتے ہیں:

"وماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم ۰ سورة النساء آيت نمبر۱۰۷"

﴿ترجمہ: انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا۔﴾

پھر آگے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وماقتلوه يقينابل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما ۰ سورة النساء آيت نمبر ۱۰۸'۱۰۷" ﴿ترجمہ: یقینی بات ہے کہ انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ ان کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔﴾

اللہ جل شانہ زبردست قدرت و غلبہ والا ہے۔ یہود کتنے ہی قتل کے منصوبے بناتے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کا ذمہ لیا تو اس کی قدرت و غلبہ کے سامنے ان کے منصوبوں کی حیثیت کیا ہے۔ یہود تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہی تسلیم نہیں کرتے بلکہ ان کی توہین میں انہوں نے کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ نصاریٰ اگرچہ ان پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر بعض تو ان میں اپنی جہالت سے یہاں تک پہنچ گئے کہ یہود کی طرف ان کے مقتول اور مصلوب ہونے کے قائل ہو گئے اور بعض

اعتقاد کے غلو میں اس حد تک آگے نکل گئے کہ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ (معارف القرآن)

جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔ اس وقت سے لے کر تا ایں دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بسلامت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ قیامت کے قریب اس زمین پر پھر نازل ہوں گے۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں اجمالاً اور احادیث شریف میں تفصیلاً موجود ہے۔ قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”وان من اهل الكتب الاليومنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا. سورة النساء آيت نمبر۱۵۹“ ﴿ترجمہ: اور جتنے فرقے ہیں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے سو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) یقین لاویں گے۔ اس کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن ہو گا ان پر گواہ۔﴾

قرآن کریم کی اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ یہ لوگ اگرچہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے لیکن جب وہ قیامت کے قریب اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لاویں گے کہ بے شک حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ تھے مرے نہ تھے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے حالات اور اعمال کو ظاہر کریں گے کہ یہود نے میری تکذیب کی اور نصاریٰ نے مجھ کو خدا کا بیٹا کہا۔ (خلاصہ تفسیر عثمانی)

دوسری جگہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

”وانه لعلم للساعة فلا تمترن بها واتبعون. هذا صراط مستقيم. ولا يصدنكم الشيطن. انه لكم عدومبين. سورة زخرف آيت نمبر۲۵“ ﴿ترجمہ: اور تحقیق وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) علامت ہیں قیامت کی سو اس میں ذرہ برابر شک مت کرو۔ (اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ) میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے کہیں شیطان تم کو اس راہ سے نہ روک دے۔ تحقیق وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اول مرتبہ آنا بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان (علامت) تھا کہ بدون باپ کے پیدا ہوئے اور عجیب و غریب معجزات دکھلائے اور دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہو گا۔ ان کے نازل ہونے سے لوگ معلوم کریں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آگئی ہے۔ (حاشیہ عثمانی)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو علامت قیامت ماننا ہی یہی سیدھا راستہ ہے جس نے ان کے نزول کا انکار کیا وہ شیطان کے نرغے میں آگیا۔

احادیث پاک جن میں آنحضرت ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی خبر ارشاد فرمائی ہے کچھ احادیث درج کر رہے ہیں۔

(1)------- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک تم میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے (یعنی شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق فیصلہ کریں گے) اور وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ مال کی اتنی بہتات ہوگی کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ ایک سجدہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہوگا (یعنی عبادت کا شوق وذوق دلوں میں اس درجہ ہوگا کہ ایک سجدہ روئے زمین کی دولت سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا۔) (بخاری شریف ومسلم شریف)

صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب (سولی) کی موت دی۔ جس سے وہ سارے انسانوں کے گناہوں کا کفارہ بن گئے۔ اب آخرت میں حساب ہوگا نہ عذاب بلکہ سیدھے جنت میں جانا ہے۔ لہذا انہوں نے پوری شریعت رد کر دی کہ اب ہم آزاد ہیں اور خنزیر جو ان کی شریعت میں بھی حرام تھا اس کو بھی حلال کر دیا۔ اب عیسائی علامت کے طور پر اپنے گرجا گھروں کے اوپر صلیب کی نشانی بناتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لا کر اس صلیب کو توڑ دیں گے کہ تمہارا عقیدہ باطل تھا۔ نہ میں نے صلیب پر جان دی اور نہ کسی کے گناہوں کا کفارہ بنا۔ نہ میں نے خنزیر کو حلال کیا تھا۔ لہذا خنزیر کو بھی قتل کر دیں گے کہ یہ حرام ہے۔

(2)------- حضرت نواس بن سمعانؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیجے گا۔ پس وہ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی سفید مینارے کے پاس دو چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ (مسلم' ترمذی)

(3)------- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لا تقوم الساعة حتیٰ ینزل عیسیٰ بن مریم" قیامت قائم نہ ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم نازل نہ ہوں گے۔ (بخاری شریف)

جاری ہے

جنت میں اژدھا!

تحریر: اشتیاق احمد

چند دن پہلے اخبار میں ایک خبر پڑھ کر میں چونک اٹھا۔ خبر اوصاف اخبار میں تھی اور اس کی سرخی یہ تھی:

قادیانیوں کے بہشتی مقبرے میں اژدھا نکل آیا

میں نے جلدی جلدی خبر پڑھی۔ خبر واقعی دل خوش کن، حیرت انگیز اور عبرت آموز تھی۔ یہ مرزائیوں کے لئے عبرت پکڑنے کا سنہری موقع ہے۔ خدا کے لئے وہ اس موقع کو نہ گنوائیں۔

سنیں! چناب نگر جسے مرزائی ربوہ کہتے ہیں کے سامنے سڑک پار کر کے ان کا قبرستان ہے۔ یہ قبرستان بھی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ اس کے ایک حصے کو بہشتی مقبرے کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں مرزائیوں کے "بڑے بڑے" دفن کئے جاتے ہیں۔ یہاں مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا محمود کو بھی دفن کیا گیا تھا۔ دوسرے بڑے بھی یہیں دفن کئے جاتے ہیں۔

بقول ان کے مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا۔ گویا ایک نبی کی اولاد اس قبرستان میں دفن ہے اور نکل آیا وہاں سے ایک عدد اژدھا۔ اژدھا بھی کیا۔ خبر کے الفاظ پہلے پڑھ لیں۔

قادیانیوں کے بہشتی مقبرے میں اچانک ایک سیاہ رنگ کا ایک بڑا اژدھا چوکیدار کو نظر آیا۔ اس کے اوسان خطا ہو گئے۔ مرزائیوں کو بلانے کے لئے دوڑا۔ مرزائی ڈنڈے لے کر بہشتی مقبرے میں داخل ہوئے۔ اور اژدھے کو مارنے کی کوشش شروع کی۔ لیکن وہ قبروں میں کہیں غائب ہو گیا۔ ان کے ہاتھ نہ آیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ مرزائیوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ مرزائیوں کے لئے عقل کے ناخن لینے کا

موقع ہے۔ وہ ہوش کریں۔ سوچیں کہ کس گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اگر یہ بہشتی مقبرہ ہوتا تو اس میں سیاہ رنگ کے اژدھا کا کیا کام۔

اژدھے قبروں میں مردوں کو عذاب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ احادیث میں آتا ہے کہ گناہ گاروں کا اژدھے مارتے ہیں۔ تو وہ ستر ہاتھ زمین میں دھنس جاتے ہیں۔ پھر اوپر آتے ہیں تو اژدھا پھر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ اب تیرے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا اور قیامت کے بعد بھی۔

لیکن جنت میں کسی اژدھے کا تصور بھی ممکن نہیں۔ آج تک نہیں سنا گیا کہ جنت البقیع میں کوئی اژدھا نکلا ہو۔ جنت کے تذکروں میں بھی پھلوں پھولوں، باغات، میوہ جات، حوروں، غلمانوں، سبزہ زاروں، چہچہاتے پرندوں کا ذکر تو ملتا ہے لیکن کسی حدیث میں نہیں کہ جنت میں سانپ یا اژدھے بھی ہیں۔

ہاں! یہ چیز جہنم کا زیور ضرور ہے۔ جب کہ جہنم کو ضرور ایسی چیزوں سے سجایا گیا ہے۔ تو اسی جہنم کا یہ اژدھا اللہ رب العزت نے مرزائیوں کی قبروں پر مسلط کر دیا ہے۔ باخبر رکھے ہیں اور نہ جانے ایک ایک قبر پر کتنے کتنے اژدھے مقرر ہوں گے۔ ایک تو اتفاق نظر آگیا۔

شاید اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ اس کے بندے اس کے دین کے تابع ہو جائیں۔ اس کے احکامات کو مانیں اور اس کی مرضی کے مطابق زندگی گزاریں۔ لہٰذا یہ مرزائیوں کے لئے ایک وارننگ ہے۔ کہ خود کو اس اژدھا سے بچاؤ۔

حضور سرور کائنات ﷺ کو آخری نبی مان لو۔ مرزا غلام احمد قادیانی پر لعنت بھیج کر اسلام کے سایہ عاطفت میں آجاؤ۔ ورنہ پھر تم ہو گے اور یہ اژدھا ہوگا۔ ایسے ان گنت اژدھے ہوں گے۔

چنیوٹ: بہشتی مقبرہ میں اژدھا نے ڈیرے جمالئے

قادیانیوں کے قبرستان میں انتظامیہ نے رضاکاروں کو طلب کرلیا، اژدھا غائب ہو گیا

بنوری ٹاؤن کراچی میں 17-18 جولائی کو ہونے والے اجلاس کی رپورٹ

مولانا مفتی محمد جمیل خان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت اہل سنت والجماعت اسلام آباد/راولپنڈی ملک بھر کے چیدہ چیدہ اکابر علماء کرام کے اجلاس میں مسلک دیوبند کے مختلف علماء کرام، مشائخ عظام، دینی جماعتوں اور دینی مدارس کے درمیان یگانگت، خیر سگالی اور مشترک امور پر متحدہ جدوجہد کی فضا پیدا کرنے اور اکابر اسلاف کے طرز عمل پر از سر نو کام شروع کرنے کے لیے لائحہ عمل کو طے کرنے کے لئے ایک پچیس رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔ اس کمیٹی کا پہلا اجلاس 14-15 ربیع الثانی 17-18 جولائی کو کراچی اور پاکستان کے مسلک علماء دیوبند کے سب سے بڑے مرکز محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی، امام اہل سنت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، محدث کبیر مولانا محمد ادریس میرٹھی، ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ، شیخ الحدیث مولانا سید مصباح اللہ شاہؒ، مفتی عبدالسمیع، شہید ختم نبوت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے گلشن جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا سمیع الحق کے علاوہ تمام مقتدر افراد نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ اجلاس کی میزبانی کے فرائض جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا محمد امداد اللہ اور قاری محمد اقبال نے حسن و خوبی انجام دیے۔ جامعہ کی مجلس شوریٰ کی جانب سے اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر شایان شان انتظامات اور اکابر علماء کرام کے شایان شان اکرام کرنے کی روایت نے اس امید کو مزید جلا بخشی کہ الحمدللہ مسلک حقہ کے اکابر "رحماء بینھم" کی تصویر ہیں۔ گزشتہ بیس سال سے اجتماعی اور مشترک اجتماعات کی جو صورت حال تھی۔ اس کی وجہ سے اسلام آباد کے اجلاس کے بارے میں عام تاثر یہ تھا کہ یہ اجلاس نتیجہ خیزی کے بجائے مزید افتراق و انتشار کا باعث

بنے گا مگر اکابر علماء کرام کے اخلاص اور جمعیت اہل سنت والجماعت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے بعض اکابر علماء کرام خصوصاً مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے مدبرانہ طرز عمل نے دشمنوں کے اس تاثر کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور یہ اجلاس نہ صرف گہری محبت و خیر سگالی کا مظہر ہوا بلکہ علماء کرام نے اس طرز عمل کو مستقل اور مزید بہتر بنانے کے لئے مزید کام کرنے پر اتفاق کیا اور ایک نکتہ اتحاد پر مسلک کے لئے کام کرنے کا عزم و اظہار کیا اور اس کے لئے موجودہ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔

اجلاس کا آغاز قاری سعید الرحمٰن کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جامعہ فاروقیہ کے مہتمم مولانا سلیم اللہ خان کی صدارت کے اعلان کے بعد راقم الحروف محمد جمیل خان نے اجلاس کی غرض وغایت اور ایجنڈے کی مختصر توضیح بیان کی اور سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے سربراہ خطیب ملت مولانا ضیاء القاسمی سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں اپنی رائے اور تجاویز سے شرکائے اجلاس کو آگاہ کریں۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحب نے بہت ہی دلسوزی اور اکابر علماء کرام کے طرز کے مطابق اخلاص کے ساتھ تفصیلی تجاویز اور مفاہمت بڑھانے کی اہمیت سے آگاہ کرتے ہوئے مولانا فضل الرحمٰن سے خصوصاً اور تمام مقتدر علماء کرام سے عموماً درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں موثر اور بھرپور کردار ادا کریں۔ انہوں نے اکابر علماء کرام کے ایک مختصر بورڈ کی تشکیل پر بھی زور دیا کہ وہ مختلف جماعتوں کے درمیان مفاہمت کے ایک ضابطہ اخلاق اور تعاون کے طریق کار کو وضع کرے۔ انہوں نے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کی تائید سے پیشکش کی کہ وہ مفتیان کرام کا ایک پینل تشکیل دیں جو شرعی طور پر سپاہ صحابہ کے تحریکی انداز کے بارے میں اپنی رائے پیش کرے۔ سپاہ صحابہ اس پر مکمل طور پر عمل کرے گی کیونکہ مسلک اکابر علماء کرام کی وارث جماعت ہے جو کسی صورت میں اپنے اسلاف کے راستہ میں ہٹنے کا تصور بھی گناہ سمجھتی ہے۔ جمعیت علماء اسلام کے حافظ حسین احمد نے مسلک کے تحفظ علماء کرام کی حفاظت اور مفاہمت کے بارے میں بہترین تجاویز پیش کیں۔ مجلس احرار اسلام کے سربراہ مولانا عطاء المہیمن شاہ نے خوبصورت انداز میں اشتراک عمل کی اہمیت اور مختلف جماعتوں کے درمیان مفاہمت اور مسلک کی بنیاد پر فیصلوں کی تائید کے لئے ایک سپریم کونسل کی تشکیل کی ضرورت پر زور دیا۔ سپاہ صحابہ کے مولانا محمد اعظم طارق نے اپنی جماعت کی جانب سے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہوئے کہا کہ مسلک دیوبند ہمارے لئے سب کچھ ہے ہم نے عظمت صحابہ کرامؓ کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ امید ہے کہ ہمارے ساتھ اس مسئلہ میں ہر قسم کا تعاون ہوگا۔ وفاق المدارس

العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان نے مختصر انداز میں اجلاس کے مقاصد کی تائید کرتے ہوئے اس کے تسلسل پر زور دیا۔ جامعہ خیر المدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری' جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے قاری سعید الرحمٰن' جامع مسجد گلگت کے خطیب قاضی نثار احمد' سواد اعظم اہل سنت کے مولانا محمد اسفندیار خان' جامعہ احسن العلوم کے مولانا زرولی خان' جامعہ امداد العلوم کے مولانا حسن جان' جامعہ تعلیم القرآن کے مولانا اشرف علی وغیرہ نے بھی اچھے انداز میں اجلاس کے ایجنڈے کے سلسلے میں تجاویز پیش کیں۔

جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن (جو کہ مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد ان کے حکم سے اجلاس کی صدارت کر رہے تھے) نے آخری خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلک دیوبند کی مختلف جماعتوں کے آپس کے بعد اور دوری پیدا کرنے کے لئے بہت موثر انداز میں کام کیا گیا۔ جس کی وجہ سے ہماری مرکزی قوت اور طاقت بکھر کر رہ گئی جس کی وجہ سے ہم دینی کاموں کو موثر انداز میں نہیں کر سکے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ ہم آپس میں بیٹھ کر جذباتی فیصلے کرنے کی بجائے تمام عوامل اور اسباب پر غور کر کے ایک دوسرے کے قریب آنے کی جدوجہد کریں۔ آج کے اجلاس میں کچھ باتیں ہوئیں اور کچھ کل کے اجلاس میں ہوں گی۔ اس طرح ہمارے درمیان خیر سگالی کے جذبات ابھریں گے شکایات رفع ہوں گیں اور ایک وقت آئے گا کہ ہم باہم شیر و شکر ہو کر بھرپور انداز میں سابقہ طریقے پر اسلاف کے کارناموں کو اجاگر کرتے ہوئے بھرپور قوت کے ساتھ مسلک کی خدمت کریں گے۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن کی دعا پر یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں جامعہ بنوری ٹاؤن کی جانب سے ظہرانے کا اہتمام کیا گیا۔

18 اکتوبر کی صبح دس بجے دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ مفتی محمد جمیل خان نے گزشتہ روز کی تجاویز کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے ... دیوبند کی مذہبی جماعتوں کے درمیان اشتراک اور مسلک کی بنیاد پر ایک نکتہ اتحاد اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی کے قاتلوں کی گرفتاری کے سلسلے میں غلط تفتیش پر غور کرنے کی درخواست کی۔ پہلے نکتے پر تفصیل کے ساتھ بحث ہوئی۔ مولانا ضیاء القاسمی' مولانا محمد اعظم طارق' مولانا فضل الرحمٰن' مولانا اسفندیار خان' قاری سعید الرحمٰن' حافظ حسین احمد نے تفصیل سے اختلافات کی وجوہات پر بحث کی۔ مسلک کی مختلف جماعتوں کے ذریعے طرز عمل پر بحث و مباحثہ ہوا۔ ایک دوسرے پر

اشکالات کئے گئے لیکن سب سے زیادہ خوشی اور مسرت کی بات یہ دیکھنے میں آئی کہ یہ سب کچھ بہت خوشگوار ماحول میں ہوا اور ہر شخص نے ایک دوسرے پر اعتراضات اور اشکالات نہایت صبر و تحمل کے ساتھ سنے اور ایک دوسرے کی تجاویز پر سنجیدگی سے غور کرنے کا وعدہ کیا۔ ہر جماعت اور فرد نے یقین کا اظہار کیا کہ وہ ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھیں گے۔

اجلاس میں طے پایا کہ پہلے مرحلے میں تمام اکابرین اپنے کارکنوں کی تربیت میں خاص خیال رکھیں گے کہ مسلک حقہ کے تمام اکابرین کے احترام کی تلقین کریں گے۔ مشترکہ اجتماعات میں انفرادی اور جماعتی نعروں سے گریز کریں گے اور ایک دوسرے کے جلسے ایک دوسرے کے جھنڈوں کی دوڑ میں شرکت نہیں کریں گے۔ طویل بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ خیر سگالی کے ان جذبات اور مکاتب فکر کے ان اصولوں کی روشنی میں تمام جماعتیں اپنی اپنی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں ان تجاویز پر غور کر کے اپنی جماعتوں سے اعتماد حاصل کریں۔ تاکہ آئندہ کے اجلاسوں میں زیادہ زیادہ فیصلوں کی طرف جایا جاسکے۔ اس دوران اس اجلاس کی روشنی میں جماعتی کارکنوں کو مفاہمت اور اشتراک عمل کے لئے تیار کیا جائے۔ تاکہ اگلے اجلاس سے قبل اس بات کا احساس پیدا ہو جائے کہ قائدین اور اکابرین اخلاص عمل سے مفاہمت کی راہ کی طرف گامزن ہیں۔ آئندہ جماعتوں کے اجتماعات اور جلسے اجلاس کی تائید کردہ مفاہمت کی فضا کے غماز ہوں۔ مشترکہ اجلاس اور جلسے کی فضا تیار کی جائے تاکہ تمام قائدین بلاخوف اس میں شرکت کے لئے تیار ہو جائیں۔

اجلاس میں شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ اس دوران ایک دوسرے کو دعوت دے کر کارکنوں میں اس احساس کو اجاگر کریں گے کہ مفاہمت کی طرف رخ کر لیا گیا ہے۔ اختلافی مسائل کے سلسلے میں کہا گیا کہ اس "علماء کونسل" کے پلیٹ فارم کو استعمال کیا جائے گا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ اگلا اجلاس 7 ستمبر کو لاہور میں منعقد ہوگا۔ جس کی میزبانی کے فرائض مجلس احرار اسلام کے جناب سید کفیل شاہ بخاری انجام دیں گے۔

اس کے بعد شہید ختم نبوت حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے قتل کی تفتیش کے سلسلہ میں حافظ عبدالقیوم نعمانی نے تفصیل سے اب تک کی کارکردگی بیان کی جس پر مولانا فضل الرحمٰن، مولانا محمد اعظم طارق، مولانا ضیاء القاسمی اور دیگر علماء کرام نے سوالات اور جرح کی اور آخر کار

فیصلہ کیا گیا کہ موجودہ تفتیش قابل اطمینان نہیں اور سازش کو بے نقاب کرنے کی بجائے اس کو انفرادی اشخاص کے عمل کی طرف لے جاکر آئندہ کے لئے مشکلات پیدا کی جارہی ہیں۔ اس لئے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔ اس سلسلے میں فیصلہ کیا گیا کہ پورے پاکستان سمیت دنیا بھر میں 28 جولائی کو پرامن یوم احتجاج منایا جائے۔ اس کے باوجود حکومت قاتلوں کو گرفتار کرنے میں ناکام رہتی ہے تو اگست کے مہینہ میں کراچی کی سطح پر علماء کرام' مشائخ عظام' خطباء' موذنین' دینی مدارس کے منتظمین اور اساتذہ کرام کا ایک کنونشن طلب کیا جائے جس کے بعد دیگر احتجاجی لائحہ عمل طے کیا جائے۔ اجلاس میں درج ذیل علماء کرام نے شرکت کی۔

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان' حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب چیئرمین سپریم کونسل سپاہ صحابہ پاکستان' حضرت مولانا فضل الرحمن امیر جمعیت علماء اسلام' مولانا محمد اعظم طارق صدر سپاہ صحابہ پاکستان' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رئیس جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی' شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' مولانا حسن جان' شیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم پشاور' مولانا عطاء المہیمن صدر مجلس احرار اسلام' مولانا عبدالمجید صاحب مہتمم جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا' مولانا محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس' مولانا محمد اسفندیار خان ناظم اعلیٰ سواد اعظم اہل سنت پاکستان' مولانا محمد اشرف علی مہتمم جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی' مولانا قاری سعید الرحمن مہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی' قاضی نثار احمد خطیب جامع مسجد گلگت' مولانا عزیز الرحمن جالندھری ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' قاری شیر افضل خان جمعیت علماء اسلام' مولانا عبدالغفور ندیم سپاہ صحابہ' حافظ حسین احمد نائب صدر جمعیت علماء اسلام و مہتمم مدرسہ مطلع الاسلام کوئٹہ' سید کفیل احمد شاہ بخاری مجلس احرار اسلام' مولانا نازرولی خان مہتمم جامعہ احسن العلوم' خواجہ محمد زاہد جمعیت علماء اسلام' مولانا نذیر احمد تونسوی مجلس تحفظ ختم نبوت' مولانا عبدالکریم عابد جمعیت علماء اسلام' مولانا قاضی محمد نقاب کاکاخیل' قاری محمد عثمان' حافظ عبدالقیوم نعمانی' صاحبزادہ عزیز احمد' صاحبزادہ سعید احمد' صاحبزادہ نجیب احمد اور دیگر علماء کرام نے جامعہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ خصوصاً مولانا امداد اللہ' قاری محمد اقبال کی گراں قدر میزبانی پر اظہار تشکر کیا۔

جماعتی سرگرمیاں!!!

ادارہ

اوکاڑہ کے قصبہ ایل پلاٹ فوجیاں والا میں قادیانیوں کی فائرنگ

ضلع اوکاڑہ کے قصبہ ایل پلاٹ فوجیاں والا میں مرزائیوں نے اسلامی شعائر کا کھلم کھلا استعمال‘ مسلمانوں کی مسجد کے پلاٹ پر قبضہ‘ دوکانوں پر کلمہ طیبہ کے بورڈ آویزاں کرنے‘ اپنی عبادت گاہ کو مسلمانوں کی عبادت گاہ کے طرز پر تعمیر کرکے مسلمانوں کو مشتعل کرنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے مسجد کے پلاٹ پر قبضہ ختم کرانے کی کوشش کی تو مسلمانوں پر دفعہ 302 کے تحت پرچہ درج کرادیا۔ راناوکیل ایس آئی کے ذریعے دوکانوں پر بلڈوزر پھرانے کی دھمکی دیتے رہے۔ چک ایل پلاٹ فوجیاں والا کے مسلمانوں نے دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ اور دفتر مرکزیہ ملتان کو حالات سے آگاہ کیا۔ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے قصبہ ایل پلاٹ فوجیاں والا کا دورہ کیا اور ایل پلاٹ کے مسلمانوں کو تسلی دی کہ قادیانیوں کو سرگرمیوں کو انشاء اللہ روکا جائے گا۔ مولانا نے علاقہ کے معززین کے ساتھ مل کر علاقہ مجسٹریٹ اور ڈی سی اوکاڑہ کو حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا۔ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا کو بلایا گیا اور قصبہ ایل پلاٹ فوجیاں والا میں ختم نبوت کانفرنس منعقد کرائی گئی۔ قادیانیوں کی دوکانوں سے کلمہ طیبہ کو محفوظ کرایا گیا۔ مسجد کے پلاٹ پر سے قادیانیوں کا قبضہ ختم کرایا گیا۔ اور مرزائیوں کی عبادت گاہ سے محراب کو گرادیا گیا۔ بعد ازاں قادیانیوں نے شرارت کے طور پر ایک درخواست قصبہ ایل پلاٹ کے معززین اور عمر رسیدہ لوگوں کے خلاف ”ٹربائم پمپ“ کی چوری کا الزام لگا کر رینالہ خورد تھانہ میں دے دی۔ اس کے بعد جمعہ کے اجتماع کے موقع پر مسلمانوں پر فائرنگ کرکے انہیں زخمی کر دیا۔ رینالہ خورد پولیس نے قادیانیوں سے مل کر الٹا مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ پولیس مجلس تحفظ ختم نبوت قصبہ ایل پلاٹ کے نائب صدر جناب ظفر اقبال کو گریبان سے پکڑ کر گھسیٹتی رہی۔ اس واقعہ کی ایف آئی آر درج کرانے تھانہ رینالہ خورد جب رابطہ کیا گیا اور تحریری طور پر درخواست دی گئی تو تھانہ انچارج چوہدری

مشتاق نے مدعیوں کی درخواست کو پھاڑ کر اپنی مرضی کی جعلی درخواست تیار کی اور جعلی دستخط کر کے تین ملزموں کے نام کی ایف آئی آر کاٹی اور چار ملزموں کے نام ایف آئی آر میں درج نہیں کئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوکاڑہ کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے جمعیت علماء اسلام اوکاڑہ کے دفتر میں مولانا سید امیر حسین شاہ گیلانی کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں ایک وفد تشکیل دیا گیا جو قصبہ اہل پلاٹ فوجیاں والا کے حالات پر نظر رکھے گا۔ جمعیت علماء اسلام اوکاڑہ کے امیر مولانا عبدالاحد' مولانا عبدالشکور بہادر نگری' مولانا قاری محمد الیاس' مولانا قاری غلام محمود انور' قاری سید اقبال اختر بخاری' مولانا نور احمد چشتی' مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ بے گناہ معصوم نمازیوں پر قاتلانہ حملہ کے مرتکب ملزموں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ اور مقدمہ انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالت میں چلایا جائے۔

شہید ختم نبوت کانفرنس

عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی یاد میں جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کی مرکزی جامع مسجد القاسم میں شہید ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کا اہتمام جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد قاسم قاسمی نے کیا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ خلیفہ محمد اشرف نے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ بعد میں حضرت مولانا ولی محمد' حضرت مولانا مسعود قاسم قاسمی' حضرت مولانا عبیدالرحمٰن ضیاء' مولانا محمد اسماعیل' مولانا حافظ محمد طارق ندیم نے اپنے اپنے انداز میں شہید ختم نبوت کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قاتلوں کی گرفتاری اور ان کے سرپرستوں اور سازش میں ملوث عناصر کو بے نقاب کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔ مقررین نے کہا کہ شہید ختم نبوت کے مقدس خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا۔ حضرت لدھیانوی شہیدؒ امت مسلمہ کا مشترکہ دینی سرمایہ تھے۔ اس تعزیتی جلسہ کے مہمان خصوصی جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان تھے۔ جنہوں نے اپنی تعزیتی بیان میں کہا کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ آخر میں حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان نے حضرت لدھیانویؒ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرمائی۔

تعزیتی اجتماع

جامع مسجد بسم اللہ میکانگی روڈ کوئٹہ میں حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی یاد میں ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مسجد ہذا کے خطیب حضرت مولانا غلام یاسین نے فرمائی۔ اجتماع سے جناب حضرت مولانا غلام یاسین صاحب' جناب سید ریحان زیب اور خادم حسین گجر نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے اپنے خطاب میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت لدھیانویؒ کی خدمات کو ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور ختم نبوت کے سلسلہ میں ان کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔ آخر میں مولانا غلام یاسین نے حضرت لدھیانویؒ کے لئے بلندی درجات کی دعا فرمائی۔

ختم نبوت کانفرنس بولٹن وکوپن ہیگن برطانیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنسیں کوپن ہیگن اور بولٹن میں منعقد ہوئیں۔ جس میں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حاجی عبدالحمید' مولانا منظور احمد الحسینی' مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا محمد اکرم طوفانی' حافظ احمد عثمان شاہد' مولانا محمد یحییٰ اور دیگر حضرات نے خطاب فرمایا۔ مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج دنیا بھر میں قادیانی گروہ مسلمانوں کے اس عقیدہ ختم نبوت پر زد لگانے کے لئے درپردہ سازشوں میں مصروف ہے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی پشت پر یہودیوں اور عیسائیوں کے تعاون سے قادیانیوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ قادیانی گروہ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پسماندہ علاقوں میں امداد کی آڑ میں مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کی جدوجہد کررہے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ بلجیم' مغربی جرمنی اور ڈنمارک کے بعد اب ناروے' پولینڈ' پرتگال اور امریکہ میں ختم نبوت کانفرنسوں کا آغاز نیک شگون ہے۔ 6 اگست کو ہونے والی پندرھویں ختم نبوت کانفرنس میں ڈنمارک' بلجیم' ناروے اور دیگر یورپی ممالک سے مسلمان بھرپور انداز میں شرکت کریں گے۔

چونڈہ' سیالکوٹ میں رد قادیانیت تربیتی کنونشن

جامع مسجد شاہ فیصل چونڈہ میں 18 جولائی کو ایک روزہ سالانہ رد قادیانیت تربیتی کنونشن منعقد ہوا۔ کنونشن کی پہلی نشست بعد نماز عصر حافظ عبدالکبیر کی تلاوت کلام پاک اور حافظ رفاقت علی کی نعت

رسول مقبول ﷺ سے شروع ہوئی۔ پہلی نشست سے ضلع سیالکوٹ کے مبلغ مولانا محمد عارف نے سیالکوٹ کھرپہ دریاپور بکھوبھٹی میں جماعتی سرگرمیوں سے سامعین کو آگاہ کیا۔ قاری محمد شفیق ڈوگر نے مرزا غلام احمد قادیانی کی غلیظ زندگی کا کردار پیش کیا۔ دوسری نشست بعد نماز عشاء شروع ہوئی۔ جس میں مولانا محمد عارف نے چند قراردادیں پیش کیں۔ کنونشن کے آخری مقرر ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مسئلہ حیات عیسیٰ مرزا غلام احمد قادیانی کی کذب بیانی اور دیگر موضوعات پر خطاب کیا۔ کنونشن میں بھاری تعداد میں چونڈہ اور گردونواح کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ سٹیج سکرٹری کے فرائض قاری محمد انور انصر نے انجام دیے۔ کنونشن کے انتظامات کے فرائض ختم نبوت کے ارکان نے محمد اشرف بٹ کی نگرانی میں انجام دیے۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا دورہ سلانوالی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ گزشتہ دنوں مدرسہ حسینیہ حنفیہ سلانوالی میں تشریف لائے۔ جہاں پر مولانا نے جامع مسجد مدنی، جامع مسجد عثمانیہ محلہ ظفر آباد اور جامع مسجد رحمت میں خطاب فرمایا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں کہا کہ مرزائیت کے کفر کو روکنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اردگرد کی آبادی پر نظر رکھیں جہاں کہیں کوئی قادیانی مرزائیت کی تبلیغ کرے اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں اور مجلس کے ذیلی دفتر میں اطلاع کریں۔ مولانا نے کہا کہ مرزائیوں سے کسی قسم کا لین دین رکھنا حرام ہے۔

سیرت النبی کانفرنس خوشاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام خوشاب کے زیر اہتمام سیرت النبی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مبلغ ختم نبوت مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا قاری سعید احمد، مولانا مطیع الرحمن، مولانا محمد حسین چنیوٹی، قاری سعید احمد، قاری محمد اشرف، رشید احمد ربانی اور ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد اختر نے خطاب کیا۔ مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے عقائد کی اساس ہے۔ قادیانی اپنی لادینی اور ارتدادی سرگرمیوں کو بند کریں۔ آخر میں مقررین نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ ضلع خوشاب کے علاقہ تھل میں قادیانی امتناع قادیانیت آرڈیننس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کو مساجد

کی شکل میں عبادت گاہ بنانے سے روکا جائے۔ ان کی عبادت گاہوں سے مینار و محراب وغیرہ گرائے جائیں۔ ضلع خوشاب میں اٹامک انرجی چھاؤنی گروٹ کے چاروں طرف قادیانیوں کے ڈیرے ہیں۔ ان کو حساس مقام سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے کیونکہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔

وزارت مذہبی امور کی یقین دہانی

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں اسلامی دفعات کو آرڈر نمبر 7.2000 کے تحت عبوری آئین میں شامل کر لیا گیا ہے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کو اسی طرح برقرار رہنے دیا گیا ہے۔ جس میں کوئی ردوبدل یا تبدیلی نہیں کی گئی۔ یہ یقین دہانی وفاقی وزارت مذہبی امور کی طرف سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نور اسلام نے ایک مراسلہ کے ذریعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو کرائی گئی ہے۔ جنہوں نے گزشتہ دنوں ایک یاداشت کے ذریعہ چیف ایگزیکٹو پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کی غیر قانونی تبلیغی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے قادیانی شقوں اور امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء کو عبوری آئین میں شامل کیا جائے

اظہار تعزیت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی اہلیہ محترمہ کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کی طرف سے مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد' حافظ بشیر احمد' مولانا عبدالقدوس' قاری محمد یوسف' حافظ احسان الواحد' پروفیسر محمد اعظم' پروفیسر حافظ محمد انور' سید احمد حسین زید' مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد ثاقب' محمد امان اللہ قادری' حافظ شوکت محمود' ڈاکٹر محمد ارشد اور حافظ محمد الیاس نے اظہار تعزیت کیا۔

دفتر ختم نبوت دلے والا

مولانا محمد مختاور' محمد حسین شاہد' صوفی عبدالمجید ساجد' عبدالغفور میرانی' میاں محمد رانجھا' محمد نصر اللہ جٹ' حاجی محمد شفیع' ملک قمر الدین' مقامی صحافی عبدالمجید اظہر' محمد اشرف' جناب شاہ نواز ارشد نے اظہار تعزیت کیا۔

چیچہ وطنی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ' قاری زاہد اقبال' حاجی محمد ایوب' مولانا عبدالباقی' مولانا عبدالحکیم' حافظ حبیب اللہ چیمہ ودیگر حضرات نے حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کی اہلیہ محترمہ کے انتقال پر حضرت امیر مرکزیہ اور مولانا صاحبزادہ عزیز احمد' مولانا صاحبزادہ خلیل احمد' صاحبزادہ رشید احمد' صاحبزادہ سعید احمد' صاحبزادہ نجیب احمد سے دلی افسوس کا اظہار کیا۔ اور حضرت مائی صاحبہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

لاہور اور کوٹ سبزل میں 11 قادیانیوں کا قبول اسلام

جامعہ اشرفیہ لاہور کے حضرت مولانا مفتی شیر محمد کے ہاتھ پر مسمی واجد احمد ولد عبدالمالک جوڑا پل لاہور کینٹ کے قادیانی نے اسلام قبول کر لیا۔ اسی طرح لیاقت پور کے علاقہ کوٹ سبزل میں دس قادیانیوں نے سراج السالکین حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری مدظلہ ہو اور مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا حافظ احمد بخش کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ تفصیل آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

تین عیسائی خاندانوں کا قبول اسلام

59 ایم بی چک نمبر 6 ضلع خوشاب کے تین عیسائی خاندانوں نے مع اہل وعیال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع خوشاب کے سرپرست مولانا قاری سعید احمد اسد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ عیسائیت چھوڑ کر مسلمان ہونے کے بعد ان لوگوں نے چک میں مسجد کی تعمیر شروع کی اور اب الحمدللہ مسجد مکمل ہو چکی ہے۔ ساتھ ہی مدرسہ ختم نبوت بنانے کا ارادہ ہے۔ مسجد کا افتتاح مبلغ ختم نبوت مولانا محمد اختر نے کیا۔ دعا ہے اللہ انہیں دین پر استقامت نصیب فرمائے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا میں دورخا پن اختیار کرے گا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

ہماری نماز......اردو......انگلش

حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحبؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد فاروق صاحبؒ نے "ہماری نماز" کے عنوان سے نماز اور اس سے متعلقہ مسائل اور ایمانیات وغیرہ ضروری معلومات پر مشتمل ایک جامع مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ جسے مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس 470 اسلام آباد نے اردو اور انگلش میں الگ الگ کتابچوں کی صورت میں شائع کیا ہے۔ دونوں کی کتابت وطباعت عمدہ ہے۔ انگلش ایڈیشن بطور خاص آرٹ پیپر پر شائع کیا گیا ہے۔ مغربی ممالک میں مقیم مسلمان بچوں اور بچیوں کے لئے بہت کارآمد چیز ہے۔

جن حضرات کے رشتہ دار مغربی ممالک میں رہتے ہیں ہم ان سے خصوصی طور پر گزارش کریں گے کہ وہ نماز' ضروری دعاؤں اور ایمانیات کے عربی متن اور ان کے انگلش ترجمہ پر مشتمل یہ کتابچہ اپنے ان عزیزوں کو بھجوانے کا اہتمام کریں۔ تاکہ ان کے بچے نماز جیسے اہم فریضہ کی تعلیم آسانی کے ساتھ حاصل کرسکیں۔

ملنے کا پتہ : مبین ٹرسٹ پوسٹ بکس نمبر 470 اسلام آباد 44000

رد قادیانیت کورس

بمقام دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاسم روڈ بہاول نگر

بتاریخ: 26-25-24 اگست بمطابق 25-24-23 جمادی الاول

استاذ العلماء مناظر ختم نبوت حضرت مولانا خدا بخش صاحب شجاع آبادی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بوقت بعد از نماز مغرب تا عشاء رد قادیانیت پر لیکچر دیں گے۔ مدارس کے طلباء' تاجر' خطیب حضرات' آئمہ مساجد' ہر عام وخاص آدمی شرکت کرسکتا ہے۔

الداعی الی الخیر : دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر

تبصرہ کتب

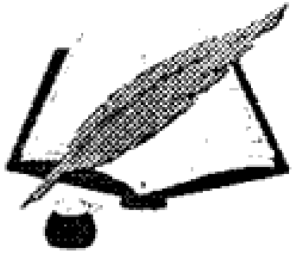

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ (ادارہ)

نام کتاب : ثانی اثنین

مصنف : امام پاکستان حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری چوکیروی

صفحات : 112

قیمت : =/30روپ

ملنے کا پتہ : مولانا سید محمد قاسم شاہ مہتمم امام پاکستان اکیڈمی
جامع مسجد ثانی اثنین بشیر کالونی سرگودھا

زیر نظر کتاب "ثانی اثنین" خلیفۃ الرسول، خلیفہ اول، سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل و محاسن اور ان کی ذات پر تبرائیوں کے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاریؒ برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم دین بزرگ رہنما خطیب اسلام اور مناظر اہل سنت تھے۔ ان کی انہیں گرانقدر خدمات پر اکابرین امت نے ان کو امام پاکستان کا خطاب دیا تھا۔ رد رفض پر قدرت نے ان سے بڑا کام لیا۔ مگر اس کے باوجود ایک معتدل طبیعت و مسلک کے آدمی تھے۔ ان کی ہر بات قرآن و سنت کی تشریحات کا مرقع ہوتی تھی۔ زیر نظر کتاب بھی انہیں روایات کی آئینہ دار ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ قیمت و کاغذ مناسب ہے۔ امید ہے کہ اہل علم اسے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ مولانا سید محمد قاسم شاہ صاحب جو امام پاکستان کے جانشین ہیں۔ وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اس گوہر نایاب کو قدردانوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے۔

بقیہ: دوہری شہادت

حاضرین نے اجتماعی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو ان عظیم مصائب پر صبر اور اس کے ساتھ ہمت اور جرات کی دولت سے بھی نوازیں۔ اور ہم جیسے دور افتادہ طلباء کو ان کا خادم اور خیر خواہ اور دعاگو بنائے رکھے۔ نیز یہ کہ کفار اور منافقین پر اعتماد کرنے کی وبا سے محفوظ فرمائے تو یقین ہے کہ:

فیض روح القدس اوباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

دینی معلومات

مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... جنت میں آنحضرت ﷺ کی شادی دنیا کی کن کن عورتوں سے ہوگی؟۔

جواب...... جنت میں آپ ﷺ کی شادی دنیا کی تین عورتوں سے ہوگی۔ (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ فرعون کی بیوی (۳) کلثوم (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وہ بہن جس نے فرعون کو موسیٰ علیہ السلام کے لئے دودھ پلانے والیوں کی طرف رہنمائی کی تھی۔)

سوال...... آپ ﷺ کے وصال کے بعد مہر نبوت باقی رہی تھی یا نہیں؟۔

جواب...... حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد مہر نبوت ختم ہوگئی تھی اسی وجہ سے مجھ کو یقین ہوگیا تھا کہ آپ ﷺ وصال فرماگئے۔

سوال...... حضور اکرم ﷺ کا سینہ مبارک کتنی مرتبہ چاک کیا گیا' کس وجہ سے کیا گیا؟۔

جواب...... آپ ﷺ کا سینہ مبارک چار مرتبہ چاک کیا گیا۔ (۱) بچپن میں جب کہ آپ کی عمر تین سال تھی تاکہ کھیل کود اور طفولیت کا شوق و رغبت نکل جائے۔ (۲) جنگل میں بعمر 10 سال تاکہ زمانہ شباب کی قوت شہوانیہ وغضبیہ ختم ہوجائے۔ (۳) غار حرا میں جب کہ نبوت ملنے کا وقت قریب آیا تاکہ آپ ﷺ کے اندر وحی خداوندی کے انوار و برکات برداشت کرنے کی قوت پیدا ہوجائے اور یہ واقعہ ماہ رمضان یا ماہ ربیع الاول میں پیش آیا۔ (۴) معراج کی رات تاکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک میں عالم ملکوت کی سیر' عالم ارواح اور ان تجلیات اور چمکتے ہوئے انوار کا مشاہدہ کرنے کی قوت پیدا ہوجائے جن کے دیکھنے سے دل میں وحشت آجاتی ہے۔

سوال...... حضور ﷺ کی تلوار کا نام کیا تھا۔ آپ ﷺ نے وہ تلوار کس کو عنایت فرمادی تھی؟۔

جواب...... آپ ﷺ کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا اور آپ ﷺ نے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دے دی تھی۔

سوال...... حضور ﷺ کتنی مقدار میں پانی سے وضو اور غسل فرماتے تھے؟۔

جواب...... وضو تو ایک مد پانی سے کرتے تھے اور غسل ایک صاع سے۔